

پیا میں تیری حسن کنول

قسط 15 تا 18

وہ آفس سے لوٹا تو اسے کمرے میں بیڈ پر لیٹا ہوا پایا۔۔۔ دروازہ لاک کر کے۔۔۔ کوٹ اتار کر۔۔۔ ٹائی ڈھیلی کرتے ہوئے الماری کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔

وہ فریش ہوا۔۔۔ پھر بلیک ٹی۔ شرٹ اور ڈھیلے ڈھالے پاجامے میں ملبوس ہو کر بیڈ کی جانب آیا۔۔۔۔۔

کچھ نہ کہا۔۔۔ بس برابر میں لگ کر لیٹ گیا۔۔۔۔۔

دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے روبرو تھے۔۔۔۔۔

وہ اپنی کوئی تکیے پر ٹکائے۔۔۔ ہاتھ کے سہارے اپنا چہرہ اونچا کر۔۔۔ فرصت سے اس کے حسین چہرے کو تنکے لگا۔۔۔۔۔

کبھی اس کی زلفوں سے کھیلتا۔۔۔ تو کبھی اس کے نرم و ملائم گالوں کو سہلاتا۔۔۔۔۔

اس کے گلابی ہونٹ کل رات کی یاد دل رہے تھے۔۔۔۔۔

”تم واقعی اتنی بری نہیں ہو۔۔۔ جتنا میں سوچا کرتا تھا۔۔۔“ وہ آہستگی سے اس کے ہونٹوں پر اپنا انگوٹھا پھیرتے ہوئے۔۔۔ طلب بھری نگاہ۔۔۔ اس کے گلابی ہونٹوں پر ٹکائے۔۔۔ گویا ہوا۔۔۔ مگر مقابل کہاں سے سنتی۔۔۔۔۔ وہ تو بے خبر سو رہی تھی۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

اچانک سیل رنگ ہونے کی آواز خاموش کمرے میں گونجی۔۔۔ جس کے سبب نجمہ کی آنکھ کھلی۔۔۔

محب نے کال کاٹ دی تھی۔۔۔ بغیر نام پڑھے۔۔۔

وہ اُس پر سکون لمحے میں کسی کا دخل نہیں چاہتا تھا۔۔۔

محب کو اپنے ہونٹوں پر انگلی پھیرتا دیکھ۔۔۔ اس نے غصے سے بپھر کر۔۔۔ تیزی سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

وہ ابھی تک بھولی نہیں تھی مبشرہ بیگم کی باتیں۔۔۔

وہ کیا تھی اُس کی نظر میں؟؟۔۔۔

کیوں اپنے نکاح میں باندھا جب بیوی ہونے کا حق ہی نہیں دینا تھا دنیا کے سامنے؟؟۔۔۔

کیا وہ اسے اپنے دل بہلانے کا ایک معمولی سہ کھلونا سمجھ رہا تھا۔۔۔ جسے جب تک دل چاہے کھیلے گا اور جب دل چاہے

اٹھا کر پھینک دے گا؟؟۔۔۔

”او۔۔۔ تو محب اجلال ملک اپنا حق لینے آئی ہیں۔۔۔“ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔ اس کا لہجہ دھیمّا تھا مگر

ہر لفظ سے کدورت جھلک رہی تھی۔۔۔ وہ طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے گویا ہوئی۔۔۔

”لو۔۔۔ اپنا حق لو۔۔۔ آخر کو۔۔۔ میں دل لگی کا کھلونا ہی تو ہوں تمہاری نظر میں۔۔۔“ وہ لال رنگ کی

شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں ملبوس لڑکی۔۔۔ غصے سے اپنی شرٹ کے آگے کے بٹن کھولنے لگی۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سارے خواب چکنا چور ہو گئی تھے۔۔۔ کیونکہ سامنے بیٹھے ظالم شخص نے اسے قید کر لیا

تھا اس خوبصورت گھر نما پنجرے میں۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

پنجرہ کتنا بھی خوبصورت اور آسائی شوں سے بھرا کیوں ناں ہو۔۔۔ ہوتا پنجرہ ہی ہے۔۔۔۔

وہ اب آگے پڑھ لکھ نہیں سکتی تھی۔۔۔

کوئی ی برائی ٹ فیوچر اس کا منتظر نہیں تھا۔۔۔

وہ اپنی ماں کو وہ عزت نہیں دلوا سکتی تھی جو وہ دلوانے کے خواب دیکھا کرتی تھی۔۔۔

وہ ہی جانتی تھی۔۔۔۔ وہ کتنی اذیت میں ہے۔۔۔۔۔

یہ سوچ بھی شدید کرب میں مبتلا کر رہی تھی کہ اپنا آپ اُس شخص کو دے رہی ہے جو صرف وقتی دل لگی کر رہا

ہے۔۔۔ جو دنیا کے سامنے اسے اپنی بیوی ہونے کی عزت کبھی نہیں دے گا۔۔۔۔

وہ اسے اپنا شوہر تسلیم نہیں کر پائی ی تھی اب تک۔۔۔ مگر اس سے کیا فرق پڑتا تھا؟؟۔۔۔ جیسا وہ ستمگر کہتا

ہے۔۔۔۔ اُس کی چاہ کی کس کو پرواہ ہے۔۔۔۔

صبح سے رو رو کر آنکھیں سو جھگئی یں تھیں۔۔۔ سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔ مگر کیا اُس بے رحم شخص کو کوئی ی

سروکار تھا اس سے۔۔۔۔ وہ تو بس اپنا حق لینا جانتا تھا۔۔۔۔

مجیب اُس لڑکی کی جرأت دیکھ۔۔۔ اٹھ کر بیٹھا۔۔۔

وہ روتے روتے اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہی تھی۔۔۔

دودھیائی ی رنگت ظاہر ہونے لگی۔۔۔ لیکن اُس وجہہ مرد کی نگاہ کا مرکز تو سیاہ نشیلی آنکھیں تھیں۔۔۔

جب وہ تیسرا بٹن غم و غصے سے سرشار حالت میں کھولنے لگی۔۔۔ تو مجیب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

”کیا؟؟“ وہ ابھی نگاہ سے اسکی نیلی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔۔۔ ابرو اچکا کر استفسار کرنے لگی۔۔۔۔
محیب نے اپنا الٹا ہاتھ اس کی گھنی سیاہ زلفوں میں ڈالا۔۔۔ اور ہلکا ہلکا اس پر جھکنے لگا۔۔۔۔ وہ بھی آہستہ آہستہ پیچھے کی جانب گر رہی تھی۔۔۔ یہاں تک کہ اس کا سر تکیے سے جا لگا۔۔۔
حیرت سے تو آنکھیں تب پھیلیں۔۔۔۔ جب اسے بجائے دعوت قبول کرنے کے۔۔۔ خود کو کمبل اوڑھاتے دیکھا۔۔۔۔

وہ بے یقینی سے اس خوبرونو جوان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

کمبل اوڑھانے کے بعد اس نے نجمہ کے چہرے پر جھک کر گرم جوشی سے پیشانی کا بوسہ لیا۔۔۔۔
یہ پہلی بار تھا جب نجمہ کو اس ستمگر کے چھونے سے کوئی ی کراہت محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔
اگلے ہی لمحے وہ اپنے تکیے پر کونی ٹکا کر۔۔۔ اس پر اپنا حسین چہرہ رکھے۔۔۔۔ اسے فرصت سے تنکے لگا۔۔۔۔
ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ غصے کا جواب غصے سے دیتا۔۔۔ آخر وہ محیب اجلال ملک تھا۔۔۔ نجمہ کو اس سے کسی قسم کی بھلائی یا رحم کی امید نہیں تھی۔۔۔۔ مگر یہ دیکھ وہ شاکڈرہ گئی تھی کہ محیب نے اپنی دوسرے ہاتھ کی لمبی لمبی انگلیوں سے اس کا سرد بانا شروع کر دیا۔۔۔۔

وہ بہت نرمی سے دبا رہا تھا۔۔۔۔

”اسے کیسے پتا کہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔۔۔۔“ وہ الجھ کر سوچنے لگی۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

محیب اجلال ملک۔۔۔ اس کا جانی دشمن۔۔۔ آج اس کا سرد بارہا ہے۔۔۔ کیا وہ کھلی آنکھوں سے خواب دیکھ رہی تھی؟؟۔۔۔

اگر خواب نہیں تھا تو حقیقت ہونا بھی ممکن نہ تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں کی حیرت پڑھ لی تھی اُس لڑکے نے۔۔۔

آہستہ سے اس کی آنکھوں پر جھکا۔۔۔

محیب کو اپنے قریب آتا دیکھ۔۔۔ اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں تھیں۔۔۔ اسے لگا اب وہ اپنا حق لے گا۔۔۔

مگر مقابل تو نرمی سے دونوں آنکھوں کو اپنے لبوں سے چوم کر۔۔۔۔۔ واپس ہلکے ہلکے ہاتھ سے سرد بانے لگا۔۔۔

اگر کوئی اس لمحے محیب اجلال ملک کو دیکھ لیتا۔۔۔ تو پکا اسے زن مرید کا خطاب دے دیتا۔۔۔

وہ آنکھیں بند کرے۔۔۔۔۔ اس حقیقت پر یقین کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ محیب جیسا بے رحم و سنگدل

شخص اس کی دی ہوئی کھلی دعوت پر اپنی طلب پوری کرنے کے بجائے۔۔۔ اس کا بیٹھ کر سرد بارہا ہے۔۔۔

وہ الجھی ضرور تھی۔۔۔ مگر کچھ کہا نہیں۔۔۔

محیب کے سرد بانے سے اسے سکون مل رہا تھا۔۔۔ وہ پھر سے نیند کی آغوش میں چلی گئی تھی۔۔۔

محیب کافی دیر تک اس کا سرد باتا رہا۔۔۔ یہاں تک کہ اس کی نیلی آنکھوں میں نیند کا خمار جھلکنے لگا۔۔۔

اس نے آہستگی سے نجمہ کا سراونچا کیا۔۔۔ اور اپنا ہاتھ نیچے حائل کیا۔۔۔۔۔ اس حسین دلربا کی جانب کروٹ لے

کر۔۔۔ اسے دیکھتے دیکھتے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

”جی؟؟“ وہ دونوں میاں بیوی سو رہے تھے جب دروازہ نوک ہوا۔۔

”پلوشہ آرہی ہے۔۔۔ راستے میں ہے۔۔۔ تمہیں سر پرانزدینا چاہتی ہے۔۔۔ وہ تو اچھا ہوا کہ اس نے پہلے مجھے کال کر کے بتا دیا ورنہ الٹا خود ہی سر پرائی زہو جاتی۔۔۔“ مبشرہ بیگم نے محیب کو پلوشہ کے آنے کی اطلاع دی۔۔۔

ان کے دروازہ نوک کرنے کے سبب نجمہ بھی اٹھ گئی تھی۔۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ تو مبشرہ بیگم کی نگاہ سب سے پہلے اس کی شرٹ کے کھلے بٹنوں پر گئی۔۔۔

ان کا دل جل کر خاک ہوا تھا۔۔۔

”بے شرم کہیں کی۔۔۔“ وہ نجمہ کو دیکھ۔۔۔ دانت ہستے ہوئے بولیں۔۔۔

نجمہ بہت گہری نیند سے اٹھی تھی اسکا ذہن ٹھیک طرح ابھی کام نہیں کر رہا تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ اسے بے شرم کیوں کہ رہی ہیں۔۔۔

جبکہ ان کے کہتے ہی محیب پیچھے مڑا۔۔۔ وہ دروازہ کھولنے سے قبل۔۔۔ نجمہ کو مکمل کمبل میں ڈھک کر سوتا ہوا چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔ اسے خبر نہیں تھی وہ اٹھ چکی ہے۔۔۔

محیب نے آنکھوں کے اشارے سے اُسے بٹن بند کرنے کا کہا۔۔۔

جس پر وہ فوراً سٹیٹا کر۔۔۔ شرمندگی سے بٹن لگانے لگی۔۔۔

READERS CHOICE

پیا میں تیری حسن کھول

”بے شرم کی کیا بات ہے؟؟۔۔۔ غلطی آپ کی ہے امی حضور۔۔۔ آپ کو اب خیال رکھنا چاہیے میں شادی شدہ ہوں۔۔۔ میرے کمرے میں اس طرح بے دھڑک داخل نہ ہوں۔۔۔“ محیب نے مبشرہ بیگم کو دیکھ۔۔۔۔۔ سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔۔۔۔۔

محیب کی بات سن۔۔۔ پہلے تو وہ حیرت سے محیب کا چہرہ دیکھنے لگیں۔۔۔ ان کے لیے یہ یقین کرنا بہت مشکل عمل تھا کے محیب اس لڑکی کی خاطر انھیں پلٹ کر جواب دے رہا ہے۔۔۔۔۔

”محیب۔۔۔۔۔ شاید تم بھول گئی ہو اس شادی کا مقصد۔۔۔ مگر میں نہیں بھولی ہوں۔۔۔۔۔ یہ شادی صرف اس لڑکی کو برادری میں رکھنے کے لیے کی گئی تھی۔۔۔ تمہیں اسے پلو شہ کا حق دینے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔۔۔ اور نہ ہی اس کمرے میں لانے کی۔۔۔۔۔ مجھے نظر آرہا ہے یہ کس طرح تمہیں اپنی اداؤں میں پھنسا کر رکھ رہی ہے۔۔۔۔۔ فلحال یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔۔۔ ابھی جو ضروری ہے وہ تمہارا کمر اصاف کرنا ہے۔۔۔۔۔ تمہاری منگیت آرہی ہے۔۔۔ اچھا یہی ہے کہ تم جلدی سے اپنا کمر اصاف کرو۔۔۔۔۔ اور کچرے کو اٹھا کر باہر پھینکو۔۔۔۔۔“ مبشرہ بیگم نے نجمہ کو حقارت بھری نظر سے تکتے ہوئے۔۔۔۔۔ محیب سے مخاطب ہو کر کہا۔۔۔۔۔۔۔

دل کو چھلی کیا تھا ان کے لفظوں نے۔۔۔ وہ ظالم عورت اسکے وجود کو ایک کچرے سے تعبیر کر رہی تھی۔۔۔۔۔ ان کے جاتے ہی نجمہ بیڈ سے اترئی۔۔۔۔۔

اس نے صبح سے کچھ کھایا بیبا نہیں تھا۔۔۔ جس کے سبب اسے بیڈ سے اترتے وقت ہلکے سے چکر آنے لگے۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

لیکن خود کو سنبھالتی ہوئی ی۔۔۔ اپنا سوٹ کیس کا ہینڈل پکڑ کر۔۔۔ محب کی جانب آئی ی۔۔۔
وہ دروازے کے پاس ہی دونوں ہاتھ سینے پر باندھے پُر سکون انداز میں کھڑا تھا۔۔۔
”کہا تھا ناں۔۔۔ میں زیادہ دن یہاں نہیں رہنے والی۔۔۔“ فاتحانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے۔۔۔ وہ اُس ستمگر کی
آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔۔۔ بھرم سے بولی۔۔۔
”یہ تو وقت بتائے گا۔۔۔“ وہ مطمئن انداز میں جواب دہ ہوا۔۔۔
نجمہ کوشش کر رہی تھی اس کی آنکھیں پڑھنے کی۔۔۔ یہ جاننے کی۔۔۔ کے کیا اس ستمگر کو کوئی فرق پڑ رہا ہے اس
کے جانے سے؟؟۔۔۔
مقابل کی آنکھیں اس قدر پراسرار تھیں کہ وہ بھاپ نہیں سکی کے اس کے ذہن میں اس وقت چل کیا رہا
ہے۔۔۔
”پھر دیکھ رہی ہو۔۔۔“ محب نے مضحکہ خیز انداز میں ٹوکا۔۔۔ تو وہ گڑبڑا کر۔۔۔ تیزی سے اپنا سوٹ کیس ہینڈل سے
کھینچتی ہوئی باہر کی جانب چل دی۔۔۔
♥Husny Kanwal♥

کالا کالا کرتا تجھ پہ ججتا ہے بڑا۔۔۔
ہائے ہائے ہائے۔۔۔
دل پہ میرا قابو نہ رہا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

یہ تو نے ٹھان لی ہے کیا؟؟۔۔۔

تو میری جان لے گا کیا؟؟۔۔۔

نجمہ کے جانے کے بعد۔۔۔ وہ اپنے خالی کمرے کو ابھی دیکھ ہی رہا تھا۔۔۔ کے اچانک پیچھے سے کسی کی سریلی آواز نے اسے متوجہ کیا۔۔۔

وہ مڑا۔۔۔ تو سامنے کھڑی حسین دوشیزہ اسے دیکھ کر فدا فدا انداز میں گانا گاہ رہی تھی۔۔۔

وہ واقعی کالے رنگ میں بڑا جھتا تھا۔۔۔

اس لڑکی کی آنکھوں سے جھلکتی ستائش سے کہیں زیادہ اس کی دلفریب مسکراہٹ نے محب کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔۔

”ہائے۔۔۔ تم تو اور ہینڈ سم ہو گئی ہو یا۔۔۔“ پلوشہ تیزی سے آکر۔۔۔ بڑی گرم جوشی سے اس کے

کشادہ سینے سے لگی تھی۔۔۔ محب نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا۔۔۔

وہ دیوانہ وار تھی اپنے منگیتر کے پیچھے۔۔۔ اور کیوں ناں ہوتی۔۔۔ وہ تھا ہی اتنا حسین و جمیل۔۔۔

وہ کیا تھا جو محب اجلال ملک کے پاس نہیں تھا۔۔۔

READERS CHOICE *Husny Kanwal* ♥

”تم ٹھیک تو ہونا؟؟“ وہ سیڑھیوں سے اتر کر ابھی اپنے کمرے تک پہنچی بھی نہیں تھی۔۔۔ کے اسے اچانک اپنے

گرد سب گھومتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ وہ گرتی اس سے قبل ہی اسے کسی نے تھاما۔۔۔ جب آنکھ کھلی۔۔۔ تو وہ لاونچ

پیا میں تیری حسن کھول

کے صوفے پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ اور جازع اسے فکر مند نظروں سے تک رہا تھا۔۔۔ اس کے استفسار پر۔۔۔ نجمہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے۔۔۔ ”میں ٹھیک ہوں۔۔۔ بس تھوڑے چکر آگئی تھی۔۔۔“

”وہ تو آئی گے ہی ناں۔۔۔ صبح سے کچھ کھایا یا جو نہیں ہے تم نے۔۔۔“ جازع خفگی سے گویا ہوا۔۔۔

نجمہ حیرت سے آنکھیں بڑی کرتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

”جازع بھائی کو کیسے پتا کے میں نے صبح سے کچھ کھایا یا نہیں ہے۔۔۔“ وہ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی۔۔۔ کے عینی نے اس کے سامنے شیشے کی میز پر۔۔۔ کھانے کی ٹرائے لگائی۔۔۔

”آرام سے اٹھ کر بیٹھو۔۔۔ اور کھانا کھاؤ۔۔۔“ جازع نے بڑی محبت سے حاکمانہ انداز میں کہا۔۔۔

”مجھے نہیں کھانا۔۔۔ میرا دل نہیں ہے۔۔۔“ اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے۔۔۔ اداس لہجے میں جواب دیا۔۔۔

”کھانا دل کے لیے نہیں۔۔۔ پیٹ بھرنے کے لیے کھاؤ۔۔۔“ جازع نے تیزی سے پلیٹ میں بریانی ڈال کر۔۔۔ اس کے آگے پلیٹ بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ زیادہ دیر جازع کو ٹال نہیں سکتی تھی۔۔۔ اس لیے ناچاہتے ہوئے بھی کھانا شروع کیا۔۔۔ جس پر جازع مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

”او۔۔۔ آپ ٹوبہ بھا بھی ہیں ناں؟؟“ پلوشہ نے نجمہ کو جازع کے ساتھ بیٹھا دیکھ۔۔۔ ٹوبہ گمان کیا۔۔۔

”نہیں۔۔۔ میں نجمہ ہوں۔۔۔“ وہ تیزی سے نفی میں گردن کو جمبش دیتے ہوئے بولی۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

”نجمہ؟؟۔۔۔ او۔۔۔ تو تم وہ لڑکی ہونا جس نے محب کی ابرو پر وہ ماک دیا ہے؟؟۔۔۔“ پلوشہ بے ساختہ ہی پوچھ اٹھی تھی۔۔۔

اس کا سوال نجمہ کے چہرے پر مسکان بکھیر لایا تھا۔۔۔ اسے اپنی سالوں پرانی فتح یاد آئی تھی۔۔۔ جسے وہ جب بھی یاد کرتی۔۔۔ اپنے دل کو مسرور ہوتا پاتی۔۔۔

”ہاں۔۔۔“ نجمہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

”تم امریکہ سے کب آئی یں؟؟۔۔۔“ وہ تیزی سے نجمہ کے برابر میں آکر بیٹھتے ہوئے دوستانہ انداز میں سوال کرنے لگی۔۔۔

”جازع بھائی کی شادی پر۔۔۔“

”او۔۔۔ میرے پیپر ز تھے۔۔۔ اس لیے میں نہیں آسکی تھی۔۔۔ مگر جازع تم فکر نہ کرو۔۔۔ ویڈنگ گفٹ لائی ہوں تمہارا۔۔۔“ وہ آخری جملہ جازع سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

نجمہ کو پلوشہ بہت اچھی لگی تھی۔۔۔ بالکل ایک پرانی سہیلی جیسی۔۔۔ ذرا بھی غرور نام کی چیز نہیں تھی اس لڑکی میں۔۔۔

نجمہ تو سوچ میں پڑھ گئی تھی کہ اتنی پیاری اور شرارتی سی لڑکی کو آخر محب جیسے کھڑوس و جلا لڑکے میں کیا نظر آیا۔۔۔

وہ اسکی جگہ ہوتی تو اس کا انتخاب کبھی بھی محب جیسا لڑکانہ ہوتا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”تم بہت کیوٹ ہو یاد۔۔۔ اور تمہارا فیکر تو بالکل ماڈلز جیسا ہے۔۔۔ آئی تھنک تمہیں ماڈلنگ کرنی چاہیے۔۔۔ سچ آنائی س باڈی۔۔۔“ اس کی تعریف نے نجمہ کو جھپینے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔ اس کے گال گلابی گلابی سے ہو گئی تھیں۔۔۔

وہ لڑکی مسلسل نجمہ سے طوطے کی طرح بولے چلی جا رہی تھی۔۔۔ اور وہ اپنا کھانا کھانے کے ساتھ ساتھ اس کی باتوں کا بیچ بیچ میں جواب بھی دے رہی تھی۔۔۔

مجیب سیڑھیوں سے اتر کر نجمہ کے کمرے کی جانب آیا۔۔۔

مگر کمرے کے دروازے پر سوٹ کیس رکھا دیکھ۔۔۔ وہ ادھر ادھر نظریں چلانے لگا۔۔۔

لاونچ سے آتیں آوازوں نے اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کی۔۔۔

وہ لاونچ میں آکر۔۔۔ نجمہ کے سامنے والے صوفے پر ٹک گیا تھا۔۔۔

نجمہ کو بے وقت کھانا کھانا دیکھ۔۔۔ اس کی پیشانی پر ایک دو تانیوں کے لیے بل نمودار ہوئے۔۔۔ مگر اس نے نجمہ سے کچھ کہا نہیں۔۔۔

وہ اپنا سیل نکال کر۔۔۔ اس میں کام کرنے لگا۔۔۔

”نجمہ تمہارا کوئی بوائے فرینڈ ہے؟؟۔۔۔“ اس کے سوال پر نجمہ نے نفی میں گردن ہلائی۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

”چلو۔۔۔ یہ تو بہت اچھا ہو گیا۔۔۔ میرا کزن بالکل تمھاری ہم عمر ہے۔۔۔ تم چاہو تو میں تمھیں اس سے ملوا سکتی ہوں۔۔۔“ پلو شہ کی بات پر محیب اور جازع نے کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی۔۔۔ وہ دونوں ہی اپنے اپنے سیل پر مگن نظر آ رہے تھے۔۔۔

”ضرور۔۔۔ اگر کیوٹ ہو تو“ نجمہ نے چلبے انداز میں ایک آنکھ دبا کر جواب دیا۔۔۔ 😊

اسکا جواب دینا تھا کہ محیب اور جازع دونوں کے کان کھڑے ہوئے۔۔۔۔

اگلے ہی لمحے وہ دونوں ہی اسے گھوری سے نوازنے لگے۔۔۔۔

ان کی توقع سے بالکل برعکس جواب دیا تھا اُس لڑکی نے۔۔۔۔

جازع کی آنکھوں کو دیکھ۔۔۔ اسنے زبان دانتوں میں دبائی۔۔۔

مگر جیسے ہی اپنے جانی دشمن پر نظر پڑی۔۔۔ ایک ادا سے اپنے بال کان کے پیچھے کیے۔۔۔ گویا اسکی نیلی غراتی آنکھوں کو مکمل اگنور کیا ہو۔۔۔۔

”بالکل۔۔۔ تمھاری طرح کیوٹی کیوٹی سہ ہے وہ بھی۔۔۔۔ مجھے یقین ہے تم دونوں کا معاملہ سیٹ ہو سکتا

ہے۔۔۔“ پلو شہ ایکسائٹڈ ہو کر گویا ہوئی۔۔۔۔

محیب کا چہرہ غصے سے لال پڑنے لگا تھا۔۔۔ مگر نجمہ کو کوئی پرواہ نہ تھی۔۔۔۔

وہ واقف تھی جب تک اسکی منگیتر یہاں موجود ہے۔۔۔ وہ سوائے دانت پیسنے کے۔۔۔ کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥

Page 13 of 77

پیا میں تیری حسن کھول

”تمہیں پکا یقین ہے ناں۔۔۔ کے محب کی شادی نہیں ہوئی؟؟“ وہ ایک بار پھر تصدیق کر رہی تھیں۔۔۔
”ہاں۔۔۔ اگر ہوتی۔۔۔ تو کیا ہمیں پڑوسی ہو کر بھی پتہ نہ چلتا۔۔۔“ مقابل کی جانب سے مطمئن اور سو فیصد انداز
میں جواب آیا تھا۔۔۔

جسے سنتے ہی عنائی زہ بیگم خوشی سے اچھل پڑی تھیں۔۔۔
”اس کا مطلب نجمہ نے جھوٹ کہا تھا ہم سے۔۔۔۔۔“ عنائی زہ بیگم اپنے دل پر ہاتھ رکھ۔۔۔ مسرت بھرے لہجے
میں بولیں۔۔۔

”ویسے ابھی تو محب کی منگیتر آئی ہوئی ہے اسلام آباد سے۔۔۔ سنا ہے تین ماہ بعد شادی ہے۔۔۔“ وہ
مصالحے دار خبر سنانے والے انداز میں عنائی زہ بیگم کو بتانے لگیں۔۔۔

”اچھا۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں ثناء۔ ابھی مجھے ذرا ایک ضروری کام یاد آ گیا
ہے۔۔۔“ عنائی زہ بیگم کی تو مانوساری سوئی ہوئی امیدیں جاگ اٹھی تھیں۔۔۔۔۔
وہ کال ڈس کنیکٹ کر کے تیزی سے زارون کے کمرے کی جانب گئی۔۔۔

”زارون۔۔۔ مجھے تمہیں ایک بہت بڑی خوشخبری سنانی ہے۔۔۔“ عنائی زہ بیگم نے اسے بیڈ پر لیٹا
دیکھ۔۔۔ خوشی سے کھنکھاتی ہوئی آواز کے ساتھ کہا۔۔۔
”خوشخبری؟؟۔۔۔“ اس نوجوان لڑکے کی آنکھوں سے جیسے زندگی کے سارے رنگ روٹھ گئی
تھے۔۔۔ وہ بے رونق نگاہیں اپنی ماں پر ڈالتے ہوئے۔۔۔ الجھ کر گویا ہوا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”نجمہ نے جھوٹ کہا ہے کہ اسکی شادی محب اجلال ملک سے ہوگئی ہے۔۔ میری ابھی ثناء سے بات ہوئی ی ہے۔۔۔ اسنے بتایا مجھے۔۔۔ کے محب کی شادی تو تین مہینے بعد ہوگی مہروز ملک کی بیٹی سے۔۔۔۔۔“ بس عنائی زہ بیگم کا پہلا جملہ سننا تھا کہ اس کی آنکھوں کی بے رونقی واپس چمک میں تبدیل ہوئی ی۔۔۔۔۔

”کیا واقعی؟؟؟۔۔۔ آپ سچ کہ رہی ہیں مام؟؟۔۔۔“ وہ اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے۔۔۔ عنائی زہ بیگم کو دیکھ۔۔۔ تجسس سے استفسار کرنے لگا۔۔۔۔۔

”ہاں۔۔۔ مجھے لگتا ہے اس نے تم سے دور رہنے کے چکر میں یہ شادی والا جھوٹ بولا ہم سے۔۔۔ تاکہ ہم اسے واپس یہاں امریکہ آنے پر مجبور نہ کریں۔۔۔۔۔“ عنائی زہ بیگم نے تیزی سے اسے سہارا دے کر سیدھا بیٹھایا۔۔۔ ساتھ ساتھ انداز آگویا ہوئی یں۔۔۔۔۔

اسے روگ لگ گیا تھا نجمہ کی شادی کی خبر سن کر۔۔۔ اس نے کھانا پینا بہت کم کر دیا تھا۔۔۔ جسکے سبب اسکا جسم پہلے سے کافی کمزور ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

”یا اللہ۔۔۔۔۔“ وہ اچانک بلندی کی جانب دیکھتے ہوئے رونے لگا۔۔۔۔۔

زندگی جینے کی جیسے پھر ایک امید ملی تھی اسے۔۔۔ وہ جینا چاہتا تھا۔۔۔ اپنی حسین دلبر کے ساتھ۔۔۔۔۔

وہ سارے خواب ایک بار پھر آنکھوں میں چمک اٹھے تھے۔۔۔ جو وہ نجمہ کے ساتھ مل کر دیکھا کرتا تھا۔۔۔ ایک خوشحال زندگی کے خواب۔۔۔۔۔ سنہرے رنگوں بھرے خواب۔۔۔۔۔ جگنوؤں کی طرح چمکتے ہوئے خواب۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”زارون۔۔۔ تمہیں زندگی نے ایک موقع دیا ہے اسے ضائع نہ کرنا۔۔۔ وہ تم سے بہت محبت کرتی ہے۔۔۔ مجھے یقین ہے تم دونوں ایک خوشحال زندگی گزارو گے۔۔۔ بس خود پر یقین کرو میرے بچے۔۔۔ عنابیہ کی بات مان لو۔۔۔ کیا خبر۔۔۔ واقعی تم اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکو۔۔۔ ایک بار کوشش کرنے میں کیا حرج ہے؟؟؟۔۔۔ یہ سوچ کر ہی ایک قدم بڑھالو۔۔۔ کے نجمہ منتظر ہے تمہاری۔۔۔ وہ اور تمہاری خوشیاں راہ تک رہی ہیں۔۔۔ صرف تمہاری ایک ہاں کا۔۔۔ پلیز۔۔۔ عنابیہ کی بات مان لو۔۔۔“ عنائی زہ بیگم نے روہانہ لہجے میں اسے تحمل کے ساتھ سمجھانے کی ایک بار پھر کوشش کی۔۔۔

”ٹھیک کہ رہی ہیں آپ۔۔۔ ایک بار کوشش کرنی چاہیے مجھے۔۔۔ وہ انتظار کر رہی ہوگی میرا۔۔۔“ زارون نے اپنی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے۔۔۔ چمکتی آنکھوں کے ساتھ کہا۔۔۔

وہ نجمہ کو دوبار اکھونے کا تصور بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ کیونکہ یہ تصور بھی اسے پل پل موت دیتا تھا۔۔۔

کتنے وقت بعد انھوں نے اپنے بیٹے کی آنکھوں میں زندگی کے رنگ دیکھے تھے۔۔۔

انھوں نے فوراً عنابیہ کو کال کی۔۔۔ اور اسے تھراپی شروع کرنے کو کہا۔۔۔

عنابیہ خود سے ساری اسٹڈی کر رہی تھی فنریو تھراپی کے متعلق۔۔۔

وہ تو جیسے انتظار میں بیٹھی تھی زارون کی ہاں کے۔۔۔

عنائی زہ بیگم کی کال ریسیو ہوتے ہی۔۔۔ سارے آفس کے کام چھوڑ چھاڑ کر۔۔۔ زارون کے گھر چلی آئی تھی۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”تم نے بہت اچھا فیصلہ کیا زارون۔۔۔ مجھے پورا یقین ہے تم دوبار اپنے پیروں پر ضرور کھڑے ہو گے۔۔۔“ وہ ویل جی ٹی رپر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جب وہ کمرے کا دروازہ نوک کر کے داخل ہوئی۔۔۔ وہ بہت خوش نظر آرہی تھی۔۔۔ مانو اسے سو فیصد یقین تھا کہ زارون واپس اپنے پاؤں پر ضرور کھڑا ہو گا۔۔۔۔۔

ایک ہلکی سی امید کی کرن تھی۔۔۔ وہ اس امید کی کرن کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ کیونکہ اس کے نزدیک یہ پہلا اور آخری موقع تھا جو زارون نے اسے دیا تھا اپنی مدد کرنے کا۔۔۔۔۔۔۔

وہ خدا کی ذات پر کامل یقین رکھے ہوئے تھی۔۔۔ کہ وہ اسکی امید کو ٹوٹنے نہیں دے گا۔۔۔۔۔

ناممکنات ممکن ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ اور اسے پورا یقین تھا یہ ناممکن کام بھی ممکن ضرور ہو گا۔۔۔۔۔

”چلو آج سے ہی تمہارے پیروں کی ایکسو سائی ز شروع کرتے ہیں۔۔۔۔۔ مجھے یقین ہے بہت جلد تمہارے پاؤں کی موومنٹ شروع ہو جائے گی۔۔۔۔۔“ اس کے لہجے کی پُر اعتمادی۔۔۔ زارون کی ہمت بڑھا رہی تھی۔۔۔۔۔

”اوکے۔۔۔۔۔“ اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔۔

وہ بہت دنوں بعد خوش نظر آ رہا تھا آج۔۔۔ اور کیوں ناں ہوتا۔۔۔۔۔ جینے کی ایک امید نظر آئی تھی اسے۔۔۔۔۔

عناویہ اس کے پیروں کے پاس نیچے بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کے پاؤں کی ایکسو سائی ز کرانے کی نیت سے۔۔۔۔۔ جیسے ہی اس کے سیدھے پاؤں کو چھوا۔۔۔۔۔ دل مانو پہلے کی طرح بے قابو ہوتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

اتنی زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ گویا باہر ہی نکل آئے گا۔۔۔۔۔

”کیا ہوا؟؟؟“ زارون نے اسے منجمد حالت میں دیکھ۔۔۔۔۔ ابرو اچکا کر استفسار کیا۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

وہ کیا بتاتی۔۔۔ کیا ہوا تھا۔۔۔۔

”کچھ نہیں۔۔۔“ اس نے تیزی سے نفی میں گردن کو جمبش دیتے ہوئے کہا۔۔۔ پھر اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر۔۔۔ ایک گہرا سانس ہوا میں خارج کیا۔۔۔ جیسے ہمت جمع کی ہو اس خوبرونو جوان کو چھونے کی۔۔۔۔

زارون کی شیو کافی بڑھی ہوئی تھی۔۔۔ آنکھیں بھی اندر کی جانب دھنسی دھنسی سی۔۔۔ نہایت کمزور ونڈھال جسم۔۔۔ لیکن ان سب کے باوجود۔۔۔ وہ اس حویلیے میں بھی عنابیہ کے دل کی دھڑکنیں تیز کر رہا تھا۔۔۔۔

”ون۔۔۔ ٹو۔۔۔ تھری۔۔۔“ وہ آہستہ سے اس کا پاؤں ہوا میں اٹھاتی۔۔۔ اور پھر واپس اس کے مقام پر لے آتی۔۔۔۔ وہ بار بار یہی عمل کر رہی تھی دونوں پاؤں کے ساتھ۔۔۔۔۔

پھر اس نے نیم گرم پانی سے اس کے پیروں کو صاف کیا۔۔۔

”آج کے لیے بہت ہوگئی ایک سو سائی ز۔۔۔ اب اٹھ جاؤ بیٹا۔۔۔ آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھا لو۔۔۔۔“ عنائی زہ بیگم نے اسے کھانے کی دعوت دی۔۔۔ جسے اسنے باخوشی قبول کیا۔۔۔۔۔

”زارون تم ہمارے ساتھ کھاؤ گے باہر آکر؟“ عنائی زہ بیگم نے لچکدار انداز میں پوچھا۔۔۔۔

”انٹی یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔۔۔ مجھے کمپنی کون دے گا گریہ نہیں آئے گا تو۔۔۔۔“ زارون کو جواب دینے کا موقع ہی کہاں دیا تھا عنابیہ نے۔۔۔۔۔ وہ تیزی سے اس کی ویل چپٹی رکھسکاتی ہوئی۔۔۔۔۔ کمرے سے باہر کی جانب چل پڑی تھی۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”مجھے ابھی بھوک نہیں ہے۔۔۔ تم مجھے۔۔۔“ وہ ابھی احتجاجاً بول ہی رہا تھا۔۔۔ کے عنابیہ اس کی بات کاٹتے ہوئے۔۔۔

”تمہیں نہیں لگ رہی تو کیا؟؟۔۔۔ کم از کم ایس آفرینڈ مجھے کمپنی تو دو۔۔۔“ اس نے ہلکی سی خفگی سے کہا تو زارون مجبور ہوا تھا اس کی بات ماننے پر۔۔۔۔

اس حادثے کے بعد یہ پہلی بار تھا جب زارون اپنے والدین کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا۔۔۔ عنائی زہ بیگم اور ان کے ہسپینڈ اس مثبت تبدیلی کے سبب بہت خوش تھے۔۔۔۔

زارون نے جیسے ہی عنائی زہ بیگم کے ہاتھ کی بنی بریانی کا پہلا لقمہ لیا۔۔۔۔ اسے نجمہ کے ہاتھ کی آخری بار کھائی ہوئی بریانی شدت سے یاد آئی۔۔۔۔۔

وہ جنون کی حد تک پاگل تھا نجمہ کے عشق میں۔۔۔۔

آنکھیں سرخ ہو گئی ہیں۔۔۔۔

جذبات بکھرنے لگے۔۔۔

مگر اس نے خود کو سمجھایا۔۔۔ کے بہت جلد وہ اسے اپنی زندگی میں واپس لے آئے گا۔۔۔۔

”سوری“ اس نے پانی پینے کی نیت سے جیسے ہی گلاس پکڑا۔۔۔ ٹھیک اسی لمحے عنابیہ نے بھی پکڑا۔۔۔۔ دونوں کے

ہاتھ ٹچ ہوئے۔۔۔۔ تو عنابیہ کا دل پھر باولا ہونے لگا۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

وہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی۔۔۔ وہ کیلیفورنیا کے ایک امیر وکیر بزنس مین کی اکلوتی بیٹی تھی۔۔۔ پیسہ، دولت، عیش و عشرت کی زندگی۔۔۔ سب کچھ تو تھا اس شہزادی کے پاس۔۔۔۔۔ پھر بھی سکون میسر نہیں تھا اسے۔۔۔۔۔ اور ہوتا بھی کیسے؟؟۔۔۔ دل جو ہار بیٹھی تھی اپنی کمپنی کے ایک معمولی سے ایملائی پر۔۔۔۔۔ وہ لڑکی جسے حاصل کرنے کی ناجانے کتنے امیر زادے چاہ رہے تھے۔۔۔ اس لڑکی کو صرف مقابل کی چاہ تھی۔۔۔۔

وہ زارون کے ساتھ سادگی سے بیٹھ کر اسکی ماں کے ہاتھ کا بنا کھانا کھا رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کی محبت بے لوث تھی۔۔۔ کوئی ی طلب یا غرض شامل نہیں تھی اس میں۔۔۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥

مبشرہ بیگم کے لاونچ میں آتے ہی پلوشہ خوش ہو کر سلام کرتی ہوئی ان کے گلے لگی۔۔۔۔۔ انھوں نے بھی بڑی گرم جوشی سے اسے سینے سے لگایا۔۔۔۔۔

”نجمہ بیٹا۔۔۔ ذرا آنا۔۔۔“ پلوشہ سے بات چیت کرنے کے بعد۔۔۔ مبشرہ بیگم نے بڑی نرمی سے نجمہ کو دیکھ کہا۔۔۔۔۔

ان کے کہتے ہی محیب اور جازع احتجاجی نظروں سے مبشرہ بیگم کو دیکھنے لگے۔۔۔۔۔ وہ اچھی طرح واقف تھے وہ اس لڑکی کو اپنے ساتھ کیوں لے جا رہی ہیں۔۔۔۔۔ محیب نے تیزی آنکھوں کے اشارے سے انھیں کہا۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

”میں اسے خود سمجھا دوں گا۔۔۔ آپ چھوڑ دیں۔۔۔“

وہ نجمہ کو سمجھانے کی نیت سے ہی نیچے آیا تھا۔۔۔ مگر پلوشہ کو اس کے ساتھ بیٹھا دیکھ۔۔۔ موقع نہ پاسکا۔۔۔۔

”تم چھوڑ دو۔۔۔ ہم خود سمجھا دیں گے۔۔۔“ مبشرہ بیگم نے بھی آنکھوں ہی آنکھوں میں جواب دیا۔۔۔

نجمہ نے دیکھ لیا تھا ان ماں بیٹے کو آنکھوں کے اشاروں سے باتیں کرتے ہوئے۔۔۔۔

”چلو بیٹا۔۔۔ تمہارے بڑے ابوبلار ہے ہیں۔۔۔“ مبشرہ بیگم دوبار بڑے میٹھے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

نجمہ بھاپ گئی تھی کچھ گڑ بڑ چل رہی ہے۔۔۔ اسے خوف لاحق ہوا۔۔۔۔

وہ جانتی تھی اجلال ملک کا بلاوا اس کے لیے بھلائی کی خبر نہیں لاسکتا۔۔۔

”یا اللہ میری حفاظت فرما۔۔۔ مجھے ایک انجانا خطرہ محسوس ہو رہا ہے اپنی جانب آتے ہوئے۔۔۔“ وہ حسین گڑیا

سہمی سہمی سی اپنی جگہ سے اٹھی۔۔۔۔

مبشرہ بیگم آگے آگے۔۔۔ اور وہ پیچھے پیچھے ان کے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی سگریٹ کے دھوئی یں نے اس کی ناک کو جکڑا۔۔۔ جس پر وہ بری طرح کھانسنے شروع

ہو گئی۔۔۔۔

اس لڑکی کا کھانسنہ۔۔۔ اجلال ملک کو الجھن میں ڈال گیا تھا۔۔۔ کیونکہ سگریٹ تو مجیب بھی پیتا تھا۔۔۔ اور وہ ایک

مہینے سے اُس کے ساتھ تھی۔۔۔ تو اب تک ان کے نزدیک اس لڑکی کو سگریٹ کے دھوئی یں کا عادی ہو جانا چاہیے

تھا۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

نجمہ نے کھانستے ہوئے ہی اپنی ناک پر ہاتھ رکھا۔۔۔ اسے سانس لینے میں دشواری پیش آرہی تھی۔۔۔
”پانی دو اسے۔۔۔“ اجلال ملک شاہانہ انداز میں اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے۔۔۔ مبشرہ بیگم کو دیکھ۔۔۔ حکم صادر کرنے لگے۔۔۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلا کر اس کے لیے جگ سے پانی نکال کر لائی یں۔۔۔ اور اس کی جانب بڑھایا۔۔۔

”یہ لو۔۔۔“ انھوں نے منہ بسورتے ہوئے۔۔۔ اس کی جانب پانی کا گلاس بڑھایا۔۔۔
نجمہ نے تیزی سے پانی کے گلاس کو منہ سے لگالیا۔۔۔
”لڑکی۔۔۔ ویسے تو تم عقل مند ہو۔۔۔ تمہیں خود بھی علم ہو گا کہ تمہیں پلو شہ کے سامنے کیسے رہنا ہے۔۔۔ اور کیا بولنا ہے۔۔۔ مگر میں نے سوچا کہ ایک بار تمہیں اچھی طرح پھر سے سمجھا دیا جائے تو بہتر رہے گا۔۔۔“ یہ کہتے ہی انھوں نے گن اپنی کوٹ کی اندرونی جیب سے نکال کر اس کے سامنے شیشے کی میز پر رکھی۔۔۔ جسے دیکھتے ہی اس کا چہرہ خوف کے مارے زرد پڑ گیا تھا۔۔۔

”پلو شہ صرف محیب کی منگیتر نہیں۔۔۔ بلکہ ہمارے ہونے والے بزنس پارٹنر کی بیٹی بھی ہے۔۔۔ اگر ذرا سی بھی اسے تمہارے اور محیب کے درمیان کے تعلق کی بھنگ لگی۔۔۔ تو یاد رکھنا۔۔۔ تم اور تمہاری ماں“ اتنا کہتے ہوئے وہ گن ہاتھ میں لے کر نجمہ کے روبرو کھڑے ہوئے۔۔۔ اور اسے خوفزدہ کرنے کی نیت سے۔۔۔ گن اسکی روشن پیشانی سے لگادی۔۔۔ ”دوسرے دن کا سورج طلوع ہوتے نہیں دیکھ سکیں گے۔۔۔“ ان کا کہا آخری جملہ۔۔۔ مانو اس کا خون جما گیا تھا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

اس کے ہاتھ پاؤں خوف و دہشت سے بالکل ٹھنڈے پڑھ گئی تھیں۔۔۔۔۔

اس کے گلہبی ہونٹوں کو لرزاتے ہوئے مبشرہ بیگم دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

”کیوں بڑے ابو؟؟۔۔۔۔۔ میرا اور محیب کا تعلق کوئی گالی یا گناہ ہے۔۔۔۔۔ جسے میں سب سے چھپاتی پھرؤں؟؟

۔۔۔۔۔ ہمارا نکاح ہوا ہے۔۔۔۔۔ میں بیوی ہوں اس کی۔۔۔۔۔“ وہ نہیں جانتی اس میں وہ ہمت کہاں سے

آئی۔۔۔۔۔ مگر وہ اپنی حق تلفی ہوتی دیکھ۔۔۔۔۔ خاموش نہ رہ سکی۔۔۔۔۔

”دیکھ رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔ آپ کے احسانات کا بدلہ کیسے منہ پر آکر دے رہی ہے یہ لڑکی۔۔۔۔۔ تبھی میں کہ رہی

تھی۔۔۔۔۔ اسے اوقات سے باہر نہ جانے دیں۔۔۔۔۔ پر آپ نے میری نہیں سنی۔۔۔۔۔“ مبشرہ بیگم تو سر سے پاؤں

تک تلملا اٹھی تھیں اس نڈر لڑکی کی جرأت دیکھ۔۔۔۔۔ وہ فوراً اجلال ملک سے مخاطب ہو کر بولیں۔۔۔۔۔

”بیوی؟؟۔۔۔۔۔ اوقات ہے تیری۔۔۔۔۔ میرے بیٹے کی بیوی بننے کی؟؟۔۔۔۔۔“ مبشرہ بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ

نجمہ کا منہ نوچ لیں۔۔۔۔۔ وہ حقارت سے اس کے وجود کو تکتے ہوئے۔۔۔۔۔ اسے ذلیل کرنے لگیں۔۔۔۔۔

”میری اوقات پر مت جائیں۔۔۔۔۔ محیب اجلال ملک کی بیوی ہوں میں۔۔۔۔۔ آپ کے چھپانے سے یہ سچ بدلنے والا

نہیں۔۔۔۔۔“ وہ بڑے مان و بھرم سے بولی۔۔۔۔۔

یہ مان۔۔۔۔۔ یہ بھرم۔۔۔۔۔ کہاں سے آیا اس کے لہجے میں؟؟۔۔۔۔۔

وہ نہیں جانتی۔۔۔۔۔ شاید یہ مان اس ستمگر نے دیا تھا۔۔۔۔۔ مانا وہ الفاظوں سے ساتھ نہیں دیتا۔۔۔۔۔ مگر اس کی ہر

ادا۔۔۔۔۔ ہر فکر۔۔۔۔۔ ہر خیال۔۔۔۔۔ اس بات کا گواہ ہے۔۔۔۔۔ کہ وہ اپنی بیوی مانتا ہے اسے۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

وہ ڈر کر اپنا حق چھوڑنے والوں میں سے نہیں تھی۔۔۔

اجلال ملک اس لڑکی کو اپنے حق پر اڑتا دیکھ۔۔۔ غصے سے بپھرا ٹھے۔۔۔

انہوں نے اسی طیش کے عالم میں گن لوڈ کی۔۔ اور دوبارہ انجمہ کی پیشانی سے لگانا چاہی۔۔۔

انجمہ ان کی گن لوڈ ہوتی دیکھ۔۔ خوف کے مارے برف کی بن گئی تھی۔۔۔

اس لڑکی کو ان ظالموں سے کوئی بھلائی کی امید نہیں تھی۔۔۔

”ڈیڈ۔۔۔“ وہ خوب رو نوجوان کہاں سے اس کے برابر میں آکر کھڑا ہوا۔۔۔ اسے علم نہیں۔۔۔ محیب نے آتے

ہی گن کو پکڑ لیا تھا۔۔۔ اس کی آواز دھیمی تھی۔۔۔ مگر برف کی طرح سرد۔۔۔

”تم اپنے کمرے میں جاؤ۔“ کمرے کا ماحول گرما گرمی کا تھا۔۔۔ اس نے انجمہ کو دیکھ۔۔۔ رعب دار انداز میں کہا۔۔۔

وہ نازک صفت لڑکی گن سے شدید خوف زدہ تھی۔۔۔ محیب کے کہتے ہی۔۔۔ وہ تیزی سے کمرے سے نکل

گئی۔۔۔

”میں نے کہا تھا آپ سے۔۔۔ میں خود سمجھا دوں گا اسے۔۔۔“ محیب مبشرہ بیگم کو تکتے ہوئے۔۔۔ غصے سے گویا

ہوا۔۔۔

اس کا سفید چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔

”یہ تمہاری ہی دی ہوئی شہ ہے۔۔۔ جو وہ طوائف کی بیٹی ہمارے منہ کو آرہی ہے آج۔۔۔“ اجلال ملک طیش

کے عالم میں اسے الزام ٹھرانے لگے۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

”ہاں ٹھیک کہ رہے ہیں تمہارے ڈیڈ۔۔۔ اگر تم نے اس لڑکی کو اس کی اوقات میں رکھا ہوتا۔۔۔ تو آج وہ ہمارے سامنے کھڑے ہو کر تمہاری بیوی ہونے کا دعوہ نہ کر رہی ہوتی۔۔۔“ مبشرہ بیگم کی بات سنتے ہی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں ایک دو ٹانیوں کے لیے چمک ابھری۔۔۔ جیسے وہ خوش ہوا ہو۔۔۔ مگر اس سے پہلے مبشرہ بیگم اس کے چہرے کے تاثرات پڑھ پاتیں۔۔۔ وہ چہرہ جھکا گیا تھا۔۔۔

اگلے ہی لمحے۔۔۔ جب اس نے چہرہ اٹھایا۔۔۔ تو وہ معمول کی طرح بے تاثر تھا۔۔۔

”اس لڑکی کو اس کی اوقات دیکھاؤ محب۔۔۔ ورنہ معاملات پر قابو پانا بہت مشکل ہو جائے گا۔“ مبشرہ بیگم نے گجھیر لہجے میں اسے وارن کیا۔۔۔۔

اس کا نجمہ کے ساتھ کیا جانے والا حسن سلوک اب اجلال ملک کی آنکھوں میں کھٹک رہا تھا۔۔۔

اگر پرانا محب ہوتا تو پہلے اُس لڑکی کو معافی مانگنے پر مجبور کرتا اُن سے۔۔۔ پھر اسے کمرے سے جانے دیتا۔۔۔ مگر سامنے کھڑے لڑکے نے ایسا نہیں کیا تھا۔۔۔

”ہمم۔۔۔“ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ بلکہ اپنے والد کے ہاتھ سے گن لے کر۔۔۔ اپنی پیٹ میں لگا کر۔۔۔ خاموشی سے باہر جانے لگا۔۔۔

”محب دل لگی کرو۔۔۔ دل مت لگاؤ۔۔۔“ اجلال ملک سمجھاتے ہوئے۔۔۔ اپنی رعب دار آواز میں بولے۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”بیوی ہے میری۔۔۔ میں دل لگی کرؤں یاد دل لگاؤں۔۔۔ کوئی ی حق نہیں رکھتا اس معاملے میں بولنے کا۔۔۔۔“ وہ ایک ادا سے مڑا۔۔۔ اپنے والدین کے سامنے اعلانیہ کہ کر۔۔۔ یہ بیان کر دیا کہ وہ کسی کو اپنے معاملے میں بولنے کا حق نہیں دیتا۔۔۔۔

”جاؤ۔۔۔ دیکھ کر آؤ۔۔۔ وہ ٹھیک تو ہے“ وہ دانستہ طور پر نجمہ کے کمرے میں اس وقت نہیں گیا۔۔۔ کیونکہ وہ خود بھی چاہتا تھا کہ وہ خوفزدہ ہی رہے۔۔۔ عینی کو دیکھ۔۔۔ بے تاثر چہرے کے ساتھ حکم صادر کیا۔۔۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلا کر۔۔۔ تیزی سے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

”کچھ چاہیے میڈم آپ کو؟؟“ عینی جب کمرے میں داخل ہوئی تو وہ لڑکی بیڈ پر اوندھے منہ پڑی ہوئی رو رہی تھی۔۔۔ اس نے نہایت مہذب انداز میں استفسار کیا۔۔۔۔

”ہاں۔۔۔ آزادی۔۔۔ ان ظالموں سے۔۔۔“ وہ اس کی آواز پر۔۔۔ سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔ اپنے آنسو بے دردی سے پونچھتے ہوئے بے بسی کے عالم میں گویا ہوئی۔۔۔۔

”خدا سب بہتر کرے گا۔۔۔ آپ صبر کریں۔۔۔“ عینی خود بھی بہت ادا اس ہو گئی تھی۔۔۔ اس کی سرخ نشیلی آنکھوں کو برستادیکھ۔۔۔ اسے صبر کی تلقین کر کے۔۔۔ کمرے سے واپس چلی آئی۔۔۔۔

محب اس کے کمرے کے دروازے پر ہی کھڑا تھا۔۔۔۔

”رورہی ہیں۔۔۔۔“ عینی نے نظریں جھکا کر۔۔۔ اسے اطلاع دی۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”واپس اندر جاؤ۔۔۔ اور باتیں کر کے اس کا ذہن بٹاؤ۔۔۔ رونے نہ دینا اسے۔۔۔ اگر سر میں درد زیادہ ہو تو دوائی دے کر سلا دینا۔“ اس کے سنجیدگی سے کہتے ہی۔۔۔ عینی بے یقینی سے اس کا حسین چہرہ تکتے لگی۔۔۔ اس وجہہ مرد کے چہرے پر فکر کا کوئی تاثر نہ تھا۔۔۔ مگر ادا کیا ہوا جملہ از خود بتا رہا تھا۔۔۔ کمرے میں موجود لڑکی کی کتنی فکر ہے اسے۔۔۔

اس کی آنکھوں میں جھلکتی بے یقینی پڑھ لی تھی اسنے۔۔۔

ایک ابرو اچکا کر۔۔۔ اسے گھورا۔۔۔

اس کی شارپ نگاہیں عینی کو ڈرانے کے لیے کافی تھیں۔۔۔

وہ تیزی سے اثبات میں سر ہلا کر۔۔۔ واپس کمرے میں چلی گئی۔۔۔

”اف۔۔۔“ وہ ایک گہرا سانس ہوا میں خارج کر کے۔۔۔ واپس لاونچ کی جانب چل دیا۔۔۔ جہاں باقی سب

پلو شہ کے ساتھ محفل جمائے بیٹھے تھے۔۔۔

❤️ *Husny Kanwa* ❤️

وہ اپنے کمرے میں آکر لیٹا۔۔۔ تو کمرے میں چھائی خاموشی۔۔۔ ناجانے کیوں آج چھبنتی ہوئی محسوس

ہوئی۔۔۔ READERS CHOICE

آنکھیں بند کئی۔۔۔ تو تنہائی کا احساس مزید بڑھا۔۔۔

باہیں خالی تھیں آج۔۔۔

Page 27 of 77

پیا میں تیری حسن کنول

چاہے کتنی بھی لڑائی ہو۔۔۔ اس نازک صفت مجسمے کو۔۔۔ آخر میں اپنے سینے سے لگا کر۔۔۔ باہوں میں بھیج کر۔۔۔ سویا کرتا تھا وہ۔۔۔۔

اب وہ نہیں تھی۔۔۔ تو اس کی کمی دل کو شدید خل رہی تھی۔۔۔

”کیا یاد۔۔۔ یہ بیڈ آج اتنا سخت کیوں ہو رہا ہے؟؟۔۔۔“ وہ نیند نہ آنے کا سارا الزام بیڈ پر ڈال کر۔۔۔ جھنجھلاتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔۔

نجمہ کے کمرے میں آنے سے قبل بھی اسے نیند نہیں آیا کرتی تھی۔۔۔

وہ پوری پوری رات بیٹھ کر آفس کا کام کرتا۔۔۔ خود کو حتیٰ امکان بیزی رکھنے کی کوشش کرتا۔۔۔ ذہنی سکون کے لیے سگریٹ پھونکتا۔۔۔ لیکن اس دشمن جاں کے آنے کے بعد بہت کچھ بدل گیا تھا۔۔۔

اس حسین لڑکی کی موجودگی جیسے تنہائی سے رہائی دلاتی۔۔۔

اگر وہ کمرے سے اتنا اکڑ کر نہ گئی ہوتی۔۔۔ تو اب تک اس کے پاس پہنچ چکا ہوتا۔۔۔

وہ چاہتا تھا اس مغرور لڑکی کو بھی کمی محسوس ہو اس کی۔۔۔۔

اسے بھی احساس ہوتیکے سے کہیں زیادہ نرم اس کی باہیں ہیں۔۔۔۔

دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ وہ اس کے حصار میں ہوتی ہے۔۔۔۔

یہی سوچتے ہوئے۔۔۔۔ سگریٹ کا ڈبہ اپنی دراز سے نکال کر ٹیرس کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥

Page 28 of 77

پیا میں تیری حسن کھول

نجمہ آرام سے صوفے پر بیٹھ کر لاونچ میں چائے پی رہی تھی۔۔۔ کے اپنے جانی دشمن کو سامنے سے آتا دیکھ۔۔۔ منہ بسور کر۔۔۔ اٹھ کر جانے لگی۔۔۔

”نچ۔۔۔ واپس بیٹھ جاؤ۔۔۔“ وہ سامنے صوفے پر آکر ٹک گیا تھا۔۔۔ اسے جاتا دیکھ۔۔۔ رعب دار آواز میں حکم صادر کیا۔۔۔

نجمہ کے نزدیک جو کل رات ہوا وہ سب محیب نے ہی کروایا تھا۔۔۔ کیونکہ اس نے آنکھوں کے اشاروں سے بات کرتے دیکھا تھا اسے اور مبشرہ بیگم کو۔۔۔ مگر وہ الجھی ہوئی ی تھی۔۔۔

اس کے سامنے اچھا بننے کی اداکاری کیوں کر رہا تھا وہ ستمگر؟؟؟۔۔۔

”نجمہ ہمارے ساتھ شاپنگ پر چلو گی؟؟“ ابھی اس نے محیب کو منہ توڑ جواب دینے کی نیت سے منہ کھولا ہی تھا کہ پیچھے سے آتی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کی۔۔۔

”شاپنگ؟؟۔۔۔“ وہ سوچ میں پڑھ گئی تھی۔۔۔ کے کیا جواب دے کر پلوشہ کو ٹالے۔۔۔

”چلو ناں یار۔۔۔ بہت مزا آئے گا۔۔۔ مجھے ابھی ثوبیہ بھابھی نے بتایا کہ تم نے ابھی تک ہمارا پاکستان نہیں

دیکھا۔۔۔ اچھا ہے ناں۔۔۔ میں تمہیں آج روشنی کے شہر کراچی کی سیر کراؤں۔۔۔ یقین مانو۔۔۔ یولو

اٹ۔۔۔“ پلوشہ اس کے پاس آکر۔۔۔ بے حد اصرار کرنے لگی۔۔۔

اس نے کنکھیوں سے محیب کو دیکھا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

وہ واقف تھی اس کا ایک بھی غلط قدم اس کی اور اسکی ماں کی جان پر بن سکتا ہے۔۔۔۔۔

محب اپنے لیپ ٹائیپ پر کام کرنے میں مگن دیکھائی دی دے رہا تھا۔۔۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا مانو اس نے پلو شہ کی بات سنی ہی نہ ہو۔۔۔۔۔

نجمہ علم رکھتی تھی وہ سب سن کر بھی آن سنی کر رہا ہے۔۔۔ کیا اسکا مطلب۔۔۔۔۔ وہ اجازت سمجھے؟؟۔۔۔۔۔

”ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ چلتے ہیں۔۔۔۔۔“ اس کی آنکھوں کی کنارے محب کے چہرے کے ایکسپریشن پر ہی ٹکے ہوئے تھے۔۔۔ مگر پلو شہ کو جواب دینے کے بعد بھی محب نے کوئی تاثر نہ دیا۔۔۔۔۔

”او کے میں جلدی سے تیار ہو کر آتی ہوں۔۔۔۔۔ پھر میں توبہ بھا بھی اور تم چلتے ہیں۔۔۔۔۔“ پلو شہ مسکراتے ہوئے کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ نجمہ ابھی بھی اپنی چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑے محب کو الجھی نگاہ سے تک رہی تھی۔۔۔۔۔

”تم پھر دیکھ رہی ہو۔۔۔۔۔“ اس نے لیپ ٹائیپ پر اپنی لمبی انگلیوں سے ٹائیپنگ کرتے ہوئے۔۔۔۔۔ بغیر اسکی جانب نظر کیے ٹوکا۔۔۔۔۔

”چائے کا ایک sip دینا۔۔۔۔۔“ اس کے ٹوکے ہی۔۔۔۔۔ وہ وہاں سے جانے لگی تھی۔۔۔۔۔ جب محب کی آواز نے اس کے بڑھتے قدموں کو روکا۔۔۔۔۔

”چائے کا sip؟؟۔۔۔۔۔“ وہ حیرت سے مڑ کر۔۔۔۔۔ اس کی جانب دیکھتے ہوئے۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”ہاں۔۔۔“ اس نے سرسری سی نگاہ اس حسین لڑکی پر ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔ پھر واپس لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نظر جمالی۔۔۔

”مگر یہ میری جھوٹی ہے۔۔۔“ وہ خاصہ جتاتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

”تو؟؟؟“ نا سمجھی سے اس کے حسین وجود پر نگاہ ٹکائے۔۔۔ ابرو اچکا کر۔۔۔ لاپرواہی سے جواب دہ ہوا۔۔۔

”میں نے کہا۔۔۔ یہ میری جھوٹی چائے ہے۔۔۔“ وہ پھر جتاتے ہوئے بتانے لگی۔۔۔

مجیب کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ لڑکی بار بار ایک ہی بات اسے کیوں بتا رہی ہے۔۔۔

”تم میرا جھوٹا پیو گے؟؟؟“ وہ ابرو اچکا کر بے یقینی سے استفسار کرنے لگی۔۔۔

”کیا میں فارسی میں بول رہا ہوں اس سے۔۔۔ جو اسے سمجھ نہیں آرہی۔۔۔“ وہ یہ سوچ کر جھنجھلاتے ہوئے۔۔۔

لیپ ٹاپ سامنے میز پر رکھ کر کھڑا ہوا۔۔۔ اور اس حسین لڑکی کی جانب آیا۔۔۔

نجمہ اچھی طرح واقف تھی کہ پلوشہ کے گھر میں ہوتے ہوئے مجیب اس کے زیادہ نزدیک نہیں آئے گا۔۔۔

مگر پھر بھی اس وجہہ مرد کے ذرا قریب آتے ہی خوف کے مارے گلا خشک ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

اُس نے اس بار نجمہ سے مانگا نہیں۔۔۔ بلکہ پورے حق سے۔۔۔ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا کپ۔۔۔ اس کے ہاتھ

کے ساتھ پکڑ کر۔۔۔ اپنے عنابی ہونٹوں سے لگایا۔۔۔

وہ لمحہ۔۔۔ مانو دل پر ایک گہرا اثر کر گیا ہو۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

محب اجلال ملک جو اسے گندی کہ کر گھن کھایا کرتا تھا۔۔۔ وہ آج اسی کا جھوٹا تنے مزے سے اپنے لبوں سے لگا کر پی رہا تھا۔۔۔

وہ خواب نہیں تھا۔۔۔ مگر وہ حقیقت سے بھی بہت دور تھا۔۔۔ اتنا دور کہ وہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

صرف ایک جھوٹا ہی تو پیا تھا اسنے۔۔۔ اس میں کیا بڑی بات تھی؟؟؟۔۔۔
پھر بھی اُس جانی دشمن کا یہ عمل دل پر کیوں اثر کر رہا تھا وہ نہیں سمجھ پارہی تھی۔۔۔
اس کی آنکھوں میں بے یقینی و بے اعتباری تھی۔۔۔

اس نے ایک ہی سانس میں ساری چائے پی کر۔۔۔ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے ہٹایا۔۔۔ نجمہ کا ہاتھ ہوا میں ہی بلند رہ گیا تھا چائے کے خالی کپ سمیت۔۔۔۔

وہ واپس اپنی جگہ آ کر بیٹھا۔۔۔ پھر اپنے والیٹ سے ایک کریڈٹ کارڈ نکال کر شیشے کی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ ”یہ رکھ لو۔۔۔ کوئی بھی ضرورت ہو۔۔۔ تو کال کر لینا۔۔۔“ اس کے بولتے ہی وہ حواسوں میں لوٹی تھی۔۔۔

”یہ کیسی نفرت ہے تمھاری؟؟؟۔۔۔ کبھی کبھار محبت کا گمان دیتی ہے۔۔۔“ نجمہ بے ساختہ ہی پوچھ اٹھی تھی۔۔۔ شاید اُس کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو یہی سوچتا۔۔۔
کون کرتا ہے ایسی نفرت؟؟؟ جیسی وہ ستمگر کر رہا تھا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”تمہیں لگتا ہے میں تم سے محبت کرتا ہوں؟؟“ اس کے سوال پر محیب کے چہرے پر پُر اسرار سی مسکراہٹ بکھری۔۔۔ اس نے اپنی نیلی آنکھیں نجمہ کے حسین سراپے پر جمائے۔۔۔ دل ٹٹولنے والے انداز میں استفسار کیا۔۔۔

اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں۔۔۔ وہ محظوظ ہوا ہے نجمہ کے اس سوال پر۔۔۔

”پتا نہیں۔۔۔ اور اہم بات یہ ہے کہ میں جاننا بھی نہیں چاہتی۔۔۔“ اس نے تو جیسے ایک جملے میں ہی پوری گفتگو کو سمیٹ دیا تھا۔۔۔ سپاٹ سے لہجے میں۔۔۔ اکڑ سے کہ کر۔۔۔ وہ خالی کپ شیشے کی میز پر پٹک کر چلی گئی تھی۔۔۔

اس کا جواب محیب کو سخت ناگوار گزرا تھا۔۔۔

وہ کام میں مصروف تھا کہ جازع چلتا ہوا آکر۔۔۔ اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھا۔۔۔

اس نے سیل اون کیا۔۔۔

اور ایک بیان فل والیوم کے ساتھ چلانا شروع کیا۔۔۔

قرآن پاک کی آیت جب محیب کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔ تو اس کا ہاتھ از خود ٹائی پنگ کرتے کرتے رکا۔۔۔

ایک شخص کے نہایت شعلہ بار انداز میں بیان کرنے کی آواز پورے لاونج میں گونجنے لگی۔۔۔

إِنَّ الدِّينَ يُكَلِّمُنَ أَمْوَالَ الْغُلَامِ أَنْ يَكَلُمُوا فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا (10) (سورہ النساء)

ترجمہ

پیا میں تیری حسن کھول

وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑکے
(آتش کدے) میں جائیں گے۔

تفسیر

{إِنَّ الدِّينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا: بیشک وہ لوگ جو ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔} اس سے پہلی آیات میں یتیموں کا مال ناحق کھانے سے منع کیا گیا اور اس آیت میں یتیموں کا مال ناحق کھانے پر سخت و عید بیان کی گئی ہے اور یہ سب یتیموں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کیونکہ وہ انتہائی کمزور اور عاجز ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے مزید لطف و کرم کے حقدار تھے۔ اس آیت میں جو یہ ارشاد فرمایا گیا کہ ”وہ اپنے پیٹ میں بالکل آگ بھرتے ہیں“ اس سے مراد یہ ہے کہ یتیموں کا مال ناحق کھانا گویا آگ کھانا ہے کیونکہ یہ مال کھانا جہنم کی آگ کے عذاب کا سبب ہے۔ (تفسیر کبیر، النساء، تحت الآیۃ: ۱۰، ۳/۵۰۶)

احادیث مبارکہ میں بھی یتیموں کا مال ناحق کھانے پر کثیر و عیدیں بیان کی گئی ہیں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن ایک قوم اپنی قبروں سے اس طرح اٹھائی جائے گی کہ ان کے مونہوں سے آگ نکل رہی ہوگی۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا ”کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو نہیں دیکھا“ {إِنَّ الدِّينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا} اَنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا“ بیشک وہ

پیا میں تیری حسن کھول

لوگ جو ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بالکل آگ بھرتے ہیں اور عنقریب یہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔ (کنز العمال، کتاب البیوع، قسم الاقوال، ۹/۲، الجزء الرابع، الحدیث: ۹۲۷۹)

حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”میں نے معراج کی رات ایسی قوم دیکھی جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے اور ان پر ایسے لوگ مقرر تھے جو ان کے ہونٹوں کو پکڑتے پھر ان کے مونہوں میں آگ کے پتھر ڈالتے جو ان کے پیچھے سے نکل جاتے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! عَلَیْہِ السَّلَام، یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: ”یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے تھے۔ (تہذیب الآثار، مسند عبد اللہ بن عباس، السفر الاول، ذکر من روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ رأى، ۷۲۷/۲، الحدیث: ۷۲۵)

اس کی طبیعت اب غیر ہونے لگی۔۔۔۔

پیشانی پر پسینہ جھلکنے لگا۔۔۔۔

ابھی بیان چل رہا تھا۔۔ مگر اس میں ہمت نہیں تھی اور سننے کی۔۔۔۔

”جاذع اگر تمہیں بیان سننا ہے تو اپنے کمرے میں جا کر سنو۔۔۔۔ مجھے کام کرنا ہے۔۔۔۔“ وہ اپنی حالت کو جاذع

پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔ اور نہ ہی وہ مزید بیان سننا چاہتا تھا۔۔۔۔ اس لیے سخت لہجے میں جاذع کو دیکھ

کہا۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”کیوں؟؟۔۔۔ کوئی تکلیف ہو رہی ہے آپ کو اس بیان سے؟؟۔۔۔ یا آپ کا ضمیر سن نہیں پا رہا؟؟۔۔۔ کہیں آپ کو ڈر تو نہیں لگ رہا کہ آپ کا ضمیر جاگ نہ جائے؟؟۔۔۔۔۔“ جازع نے بیان روک کر۔۔۔ محیب کی جانب دیکھ۔۔۔ طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے۔۔۔ چوٹ کرنے والے انداز میں کہا۔۔۔

”شٹ اپ“ محیب غصے سے اپنی حالتِ غیر کو کور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

جازع نے اس کے غصے کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے۔۔۔ واپس بیان اسٹارٹ کر دیا تھا۔۔۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”چار شخص ایسے ہیں جنہیں جنت میں داخل نہ کرنا اور اس کی نعمتیں نہ چکھنا اللہ تعالیٰ پر حق ہے۔ (1) شراب کا عادی۔

(2) سود کھانے والا۔ (3) ناحق یتیم کا مال کھانے والا۔ (4) والدین کا نافرمان۔ (مستدرک، کتاب البیوع، النّ اربی الر باعرض الرجل المسلم، ۳۳۸/۲، الحدیث: ۲۳۰۷)

محیب کے ہاتھ باقاعدہ لرزنے لگے تھے۔۔۔ وہ چاہ کر بھی دوبار اپنے کام پر فوکس نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

احادیث مبارکہ اس کے کان کے رستے سے دل میں اتر رہی تھیں۔۔۔۔۔

وہ واقف تھا جازع یہ بیان دانستہ طور پر۔۔۔ خاص اسے ہی سنانے آیا ہے۔۔۔

(یتیم کا مال ناحق کھانا کبیرہ گناہ اور سخت حرام ہے۔ قرآن پاک میں نہایت شدت کے ساتھ اس کے حرام ہونے کا بیان کیا گیا ہے۔ افسوس کہ لوگ اس میں بھی پرواہ نہیں کرتے۔ عموماً یتیم بچے اپنے تایا، چچا وغیرہ کے ظلم و ستم کا شکار ہوتے ہیں، انہیں اس حوالے سے غور کرنا چاہیے۔۔۔۔۔)

پیا میں تیری حسن کھول

بیان کے یہ جملے سنتے ہی اُس کی انتہا ہوئی تھی۔۔۔ وہ لپٹ ٹاٹی پ بند کر کے۔۔۔ اسے لے کر لاونج سے تیزی سے نکلنے لگا۔۔۔

”بھاگ رہے ہیں آپ؟؟“ جازع کے جملے نے اس کے بڑھتے قدموں کو رکنے پر مجبور کیا۔۔۔۔

”جازع بس کرو۔۔۔ یہ سب ہمارا ہے۔۔۔“ اس نے جازع کی جانب پلٹ کر۔۔۔ بڑے بھرم سے کہا۔۔۔

”اگر واقعی ایسا ہے۔۔۔ تو پھر تو آپ کو اس بیان کو سننے میں کوئی ی مسئی لہ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ مگر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے۔۔۔ کے محیب اجلال ملک۔۔۔ اپنے ضمیر کی آواز سے بھاگ رہا ہے۔۔۔“ جازع اس کے روبرو آکر۔۔۔ اسکی نیلی گہری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔۔۔ دو ٹوک انداز میں آئی بیہ دیکھانے لگا۔۔۔

یہ وہ آئی بیہ تھا جو سوائے جازع کے کوئی ی اور اسے دیکھانے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔۔۔

”جازع میں نے پہلے بھی تمہیں سمجھایا ہے۔۔۔ ایک بار پھر سمجھا رہا ہوں۔۔۔ یہ سب ہمارا ہے۔۔۔ صرف ہم دونوں بھائی یوں کا۔۔۔ تم خواہ مخواہ اس میں حصے دار مت پیدا کرو۔۔۔“ وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر۔۔۔ سمجھانے والے انداز میں اعلانیہ گویا ہوا۔۔۔

”اگر ایسا ہے۔۔۔ تو نجمہ سے شادی کرنے کی آپ کو کیا ضرورت آن پڑی ی؟؟“ جازع کی آنکھیں سرخ انگارے کی طرح لال ہو رہی تھیں۔۔۔ وہ سوال نہیں پوچھ رہا تھا۔۔۔ وہ تو شادی کی اصل وجہ سے پردہ ہٹا رہا تھا۔۔۔

”کون نہیں جانتا آپ کو وہ کتنی ناپسند تھی۔۔۔ پھر۔۔۔“ وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ۔۔۔

پیا میں تیری حسن گول

”کیا ہو گیا ہے تم دونوں بھائی یوں کو؟؟۔۔۔ بھول گئی ہوں دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں ”رقیہ بیگم وہاں آکر ان دونوں بھائی یوں کو لڑتا دیکھ۔۔۔ ڈپٹنے والے انداز میں بولیں۔۔۔۔۔

“جازع بس کر دو تم۔۔۔ تمہاری شادی ہو چکی ہے۔۔۔ کیوں ابھی تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے۔۔۔ اس لڑکی کی محبت میں اتنے اندھے ہو گئی۔۔۔ کے اپنے ہی بڑے بھائی سے لڑ رہے ہو آج۔۔۔“ مبشرہ بیگم بھی ان کے پیچھے پیچھے لاؤنچ میں آئی یہ تھیں۔۔۔ وہ آتے ہی جازع پر بھڑکیں۔۔۔۔۔ ان کے نزدیک جازع کو محبت نے اندھا کر رکھا تھا۔۔۔۔۔

کی محبت میں اتنے اندھے ہو گئی۔۔۔ کے اپنے ہی بڑے بھائی می سے لڑ رہے ہو آج۔۔۔“ مبشرہ بیگم بھی ان کے پیچھے پیچھے لاؤنچ میں آئی یں تھیں۔۔۔ وہ آتے ہی جازع پر بھڑکیں۔۔۔۔۔ ان کے نزدیک جازع کو محبت نے اندھا کر رکھا تھا۔۔۔۔۔

کے پیچھے پیچھے لاؤنچ میں آئی ہیں تمہیں۔۔۔ وہ آتے ہی جازع پر بھڑکیں۔۔۔۔۔ ان کے نزدیک جازع کو محبت نے اندھا کر رکھا تھا۔۔۔

نے اندھا کر رکھا تھا۔۔۔۔۔

”مام۔۔۔ مجھے محبت نے اندھا نہیں کیا۔۔۔ آپ لوگوں کو جائیداد کے لالچ نے کر رکھا ہے۔۔۔۔۔“ وہ جوابی کاروائی کر رہا تھا۔۔۔۔۔

کاروائی کر رہا تھا۔۔۔

”اف۔۔۔ کیا کروں میں جازع تمہارا؟؟۔۔۔ یہ تو اچھا ہے گھر میں ہمارے علاوہ کوئی نہیں۔۔۔ ورنہ ناجانے کیا ہو جانا تھا آج۔۔۔“ مبشرہ بیگم نے اپنا سر پکڑ کر ہار ماننے والے انداز میں کہا۔۔۔

کیا ہو جانا تھا آج۔۔۔“ مبشرہ بیگم نے اپنا سر پکڑ کر ہار ماننے والے انداز میں کہا۔۔۔

”جاذع۔۔ ایک بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بیٹھالو۔۔ وہ میری بیوی ہے اب۔۔۔ تمہارا اُس سے کوئی تعلق نہیں۔۔ بہتر ہے۔۔ ہمارے معاملات سے دور رہو۔۔“ محیب نے نصیحت آمیز لہجے میں وارن

تعلق نہیں۔۔۔ بہتر ہے۔۔۔ ہمارے معاملات سے دور رہو۔۔۔“ محیب نے نصیحت آمیز لہجے میں وارن

کیا۔۔ اور وہاں سے لمبے لمبے قدم بھرتا۔۔ نجمہ کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥

پیا میں تیری حسن کنول

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاء اللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID; <https://web.facebook.com/mubarra1>

Instagram; <https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en>

Facebook Groups; READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN

ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

پیا میں تیری حسن کھول

شاپنگ کر کے وہ واپس لوٹی۔۔۔ تو اپنے کمرے کا دروازہ کھولتے ہی ایک دوٹانیوں کے لیے شاکڈ میں مبتلا ہوئی۔۔۔

وہ اے سیوں کا شہزادہ اس کے پٹکھے والے کمرے میں بیڈ پر لیٹا سو رہا تھا۔۔۔

حیرت تو تب بڑھی۔۔۔ جب اسے اتنی گرمی میں بغیر فین کھولے۔۔۔ ٹھہرتی ہوئی حالت میں پایا۔۔۔

جس طرح وہ خود میں سمٹا ہوا تھا۔۔۔ ایسا لگا جیسے اسے شدید سردی لگ رہی ہو۔۔۔۔۔

نجمہ نے تیزی سے دروازہ بند کیا۔۔۔ اس خوف سے کہ پلو شہ اس کے پیچھے پیچھے کمرے میں نہ آ جائے۔۔۔

”لگتا ہے محیب اجلال ملک کا شوق ختم ہو گیا ہے دوسری شادی کا۔۔۔ تبھی اتنے دھڑلے سے اپنی منگتیر کی موجودگی

میں میرے کمرے میں سو رہا ہے۔۔۔۔۔“ وہ جل کھڑے لہجے میں۔۔۔ اسے دیکھ گویا ہوئی۔۔۔۔۔

اس ستمگر کی موجودگی نجمہ کو اپنے کمرے میں بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

اور نہ ہی اس کا وجود اپنے بیڈ پر لیٹا ہوا برداشت ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

آخر کتنا تذلیل کر کے کمرے سے نکالا تھا ماں بیٹے نے۔۔۔۔۔ وہ بھولی نہیں تھی اب تک۔۔۔۔۔

”محیب۔۔۔۔۔ اٹھو۔۔۔۔۔“ اس نے پاس کھڑے ہو کر۔۔۔ منہ بسورتے ہوئے۔۔۔ اسے اٹھانا چاہا۔۔۔۔۔

”کیا ہوا؟؟؟“ نجمہ کی پہلی ہی آواز پر۔۔۔ وہ اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ لہجے میں ہلکی سی چڑچڑاہٹ تھی۔۔۔۔۔

نجمہ کو اس لمحے وہ کوئی ی چھوٹا سا بچہ لگا۔۔۔۔۔ جو گہری نیند سے جگائے جانے پر چڑچڑاہٹ کا اظہار کرتا ہے۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

”یہ میرا کمرہ ہے۔۔۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟۔۔۔“ وہ چھوٹی آنکھیں کرتے ہوئے۔۔۔ ایک ہاتھ کمر پر
ٹکا کر۔۔۔ استفسار کرنے لگی۔۔۔۔۔

”ڈبل بیٹری بننے کے بعد بھی تمہیں نظر نہیں آ رہا؟؟؟۔۔۔ میں کیا کر رہا تھا۔۔۔“ وہ نجمہ کو دیکھ۔۔۔ خاصہ چڑتے
ہوئے گویا ہوا۔۔۔۔۔

”زیادہ اسمارٹ مت بنو۔۔۔۔۔ یہ میرا کمرہ ہے۔۔۔۔۔ سونا ہے تو اپنے کمرے میں جا کر سو۔۔۔۔۔“ وہ منہ بسورتے
ہوئے دو ٹوک انداز میں بولی۔۔۔۔۔

”میرے لیے کیا لائی یں تم؟؟؟“ اسی لمحے محب کی نگاہ شاپنگ بیگز پر گئی۔۔۔۔۔ جو صوفے پر رکھے
تھے۔۔۔ انھیں دیکھتے ہی۔۔۔ وہ نجمہ سے بڑے اشتیاق سے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔
”تمہارے لیے؟؟؟“ اس کے سوال نے نجمہ کو حیران کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ پیشانی پر بل ڈالے۔۔۔ الجھ کر بولی۔۔۔۔۔
”ہاں۔۔۔۔۔ میرے لیے“ وہ خاصہ جتاتے ہوئے۔۔۔۔۔

وہ خوب رو نو جوان واقعی دل میں امید رکھ رہا تھا کہ نجمہ اس کے لیے کچھ ناں کچھ تولائے گی۔۔۔۔۔ آخر وہ اس کی
بیوی ہے۔۔۔۔۔

”میں بھلا تمہارے لیے کیوں شاپنگ کرنے لگی؟؟؟“ وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔۔۔۔۔
”ہسبینڈ ہوں تمہارا۔۔۔“ وہ خاصہ جتاتے ہوئے یاد دہانی کرانے لگا۔۔۔۔۔
ان کا رشتہ کب اتنا بہتر ہوا کہ وہ اس کے لیے شاپنگ کرتی پھرے؟؟۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”محیب اجلال ملک جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھنا بند کرؤ۔۔ میں کیوں تمہارے لیے شاپنگ کرنے لگی۔۔۔ ہاں البتہ تمہاری منگیترنے بہت کی ہے۔۔۔“ اسے خود بھی علم نہیں ہوا تھا۔۔ اس کے لہجے میں آخری جملہ ادا کرتے وقت کتنی جلن تھی۔۔۔

”تم پھر لیٹ گئی۔۔۔ سونا ہے تو اپنے کمرے میں جاؤ۔۔۔“ اس کا جواب کہیں ناں کہیں اس خوب رو نوجوان کے دل کو ادا اس کر گیا تھا۔۔۔ وہ منہ بسور کر واپس لیٹ گیا۔۔۔ اسے واپس لیٹنا دیکھ۔۔۔ نجمہ فوراً جھنجھلاتے ہوئے بولی۔۔۔

”نچ۔۔۔ سونے دو مجھے۔۔۔“ اسے زبردستی اپنے بیڈ سے ہٹانے کی ہمت تو وہ نازک لڑکی ویسے بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ صرف تھوڑا فاصلے پر کھڑی ہو کر۔۔۔ اپنی پُر زور آواز سے احتجاج کر رہی تھی۔۔۔ لیکن یہ احتجاج بھی تب دم توڑ گیا جب اس ستمگر نے گھوری سے نوازتے ہوئے۔۔۔ سخت لہجے میں کہا۔۔۔

وہ واقف تھی وہ سوتا ہوا شیر ہے۔۔۔ اسے اٹھانا اپنے پاؤں پر خود کلھاڑی مارنے کے مترادف ہے۔۔۔

”کیا مجھے محیب کے لیے شاپنگ کرنی چاہیے تھی؟؟“ وہ شاپنگ بیکز کو دیکھتے ہوئے۔۔۔ کھڑے کھڑے سوچنے لگی۔۔۔

یہ سوال کبھی اس کے ذہن میں نہ آتا۔۔۔ اگر محیب نے اپنا اشتیاق نہ دیکھایا ہوتا اس کی لائی ہوئی چیزوں کے متعلق۔۔۔۔

وہ کیوں چاہتا تھا کہ نجمہ اس کے لیے شاپنگ کرے؟؟۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

وہ کیوں نجمہ سے عام بیویوں والی امیدیں رکھ رہا تھا؟؟۔۔۔

”یہ میں کیا سوچ رہی ہوں۔۔۔ میں کیوں بھلا اس ظالم آدمی کے لیے شاپنگ کرنے لگی۔۔۔ پھر میں تو دنیا کی نظر میں صرف اس کی کزن ہوں۔۔۔۔۔ میرا کوئی حق نہیں بنتا ایک منگنی شدہ شخص کے لیے شاپنگ کرنے کا۔۔۔۔۔ یہ حق صرف اس کی منگیتر کا ہے۔۔۔۔۔“ نجمہ جیسے خود سے ہی الجھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اور خودی کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ بیڈ پر اس کے ساتھ نہیں لیٹی۔۔۔ بلکہ تکیہ اٹھا کر۔۔۔۔۔ فین اون کر کے۔۔۔۔۔ نیچے کارپیٹ پر لیٹ کر سوچنے لگی۔۔۔ اس کی نگاہیں چلتے ہوئے فین پر ٹکی تھیں۔۔۔۔۔

”مجھے اتنا برا کیوں لگ رہا ہے اس لڑکی کا میرے لیے کچھ خرید کر نہ لانا؟؟؟۔۔۔ کیا ہو گیا ہے مجیب تجھے؟؟؟۔۔۔۔۔ دنیا کی ایسی کون سی چیز ہے جو مجیب اجلال ملک اپنے لیے نہیں خرید سکتا۔۔۔۔۔“ وہ سو نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے تو صرف آنکھیں موند رکھی تھیں۔۔۔۔۔ وہ جیسے خود سے ہی سوال کر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ خفگی ظاہر کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ واقف تھا مقابل کو اسکی خفگی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔۔۔ بلکہ یہ اس سے دوری کا سبب بنے گی۔۔۔۔۔ جو وہ کسی صورت نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر تک وہ انتظار کرتا رہا۔۔۔۔۔ کے نجمہ اس کے برابر میں آکر لیٹے۔۔۔ اور وہ اپنی باہیں اس کے گرد حائل کرے۔۔۔۔۔ لیکن جب انتظار کرتے کرتے تھک گیا تو آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ کمرے میں فین کے علاوہ کسی دوسری چیز کی آواز معلوم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

”کیا وہ مجھے کمرے میں اکیلا چھوڑ گئی؟؟“ کمرے میں چھائی خاموشی کو دیکھ۔۔۔ سب سے پہلے یہی بات اس کے ذہن میں آئی۔۔۔۔۔

وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھا۔۔۔۔۔

اگلے ہی لمحے راحت ملی آنکھوں کو۔۔۔۔۔ جب اس حُسن سراپا کو نیچے کارپیٹ پر لیٹا ہوا پایا۔۔۔۔۔

محب اندھیرا کر کے سونے کا عادی تھا اور وہ لڑکی اس کے بالکل برعکس۔۔۔۔۔

کمرے میں اس وقت بھی ساری لائی ٹس اون تھیں۔۔۔۔۔

محب کی نظروں سے بے خبر۔۔۔۔۔ وہ اپنی دنیا میں مگن۔۔۔۔۔ چھت پر نگاہیں ٹکائے۔۔۔۔۔ لیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

”تم یہاں؟؟“ اچانک محب کو اپنے برابر میں تکیہ لگا تا دیکھ۔۔۔۔۔ وہ الجھ کر احتجاجا گویا ہوئی۔۔۔۔۔

اس سے دوری برقرار رکھنے کے چکر میں ہی وہ نیچے کارپیٹ پر لیٹی تھی۔۔۔۔۔ وہ جانی دشمن سکون برباد کرنے وہاں بھی چلا آیا تھا۔۔۔۔۔ یہ دیکھ وہ کیسے نہ کڑتی؟؟۔۔۔۔۔

محب نے اس کے احتجاج کو مکمل انور کیا۔۔۔۔۔ اور خود آرام سے اس سے لگ کر لیٹنے لگا۔۔۔۔۔

نجمہ اس خوبرونو جوان کو اپنے قریب ہو کر لیٹا دیکھ۔۔۔۔۔ فوراً اسے غراتے ہوئے۔۔۔۔۔ اپنے تکیے سمیت۔۔۔۔۔ بغیر پیچھے دیکھے۔۔۔۔۔ پیچھے کی جانب کھسکی۔۔۔۔۔

اس لڑکی کو خود سے دور ہوتا دیکھ۔۔۔۔۔ محب نے تیزی سے اپنا تکیہ پھر اس کے تکیے سے ملایا۔۔۔۔۔

دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے روبرو تھے۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

وہ غصے سے گھورتے ہوئے۔۔ ایک بار پھر پیچھے کی جانب کھسکی۔۔۔

محب بھی اس کا پیچھا چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھا۔۔۔

تیزی سے دوبار اس سے لگ کر لیٹا۔۔۔ ساتھ ساتھ ہلکا سا اپنے ہونٹوں کو سو کیڑ کر۔۔۔ چھوٹی آنکھیں کر کے

اسے گھوری سے نوازا۔۔۔ جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں وارننگ دی ہو۔۔۔ کے اب پیچھے نہ کھسکے۔۔۔

وہ نڈر لڑکی کہاں اس کے رعب میں آیا کرتی تھی۔۔۔ جواب آتی۔۔۔

اس کی رعب دار نیلی سمندر جیسی حسین آنکھوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے۔۔۔ وہ پھر پیچھے کی جانب بغیر دیکھے تکیے

سمیت کھسکی۔۔۔۔۔ محب اک لمحے کی دیری کے بغیر پھر اپنا تکیہ اس حسین دشمن جاں سے ملانے میں کامیاب

ہوا۔۔۔

نجمہ کا پارہ اب ہائی ہوئے لگا تھا۔۔۔ اس ستمگر کو بار بار اپنے قریب آتا دیکھ۔۔۔

وہ غصے سے اسے گھورتے ہوئے۔۔۔ اس بار جب پیچھے بغیر دیکھے کھسکی۔۔۔۔۔ تو محب نے تیزی سے اس کے سر

کے پیچھے کے حصے پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔

نجمہ نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔ تو اسکے پیچھے الماری تھی۔۔۔ اسے اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کہ وہ اپنے غصے میں کھسک

کھسک کر الماری کے پاس پہنچ گئی ہے۔۔۔۔۔

اگر محب نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر کور نہ کیا ہوتا تو اس کا سر الماری سے ٹکرا جاتا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

اب تو اسے بھی لگنے لگا تھا کہ محب اجلال ملک اسکی حفاظت کرتا ہے۔۔۔ مگر پھر ذہن میں فوراً سوال

ابھرا۔۔۔ کیوں؟؟۔۔۔ کیوں کرتا ہے وہ حفاظت؟؟۔۔۔

کون سہ دشمن اپنے جانی دشمن کی حفاظت کرتا ہے۔۔۔ جو وہ کر رہا تھا۔۔۔

بھلا کون کرتا ہے ایسی نفرت۔۔۔ جس سے محبت کا گمان ہونے لگے۔۔۔

ابھی وہ یہی سوچ رہی تھی۔۔۔ کے اس وجہہ مرد نے اسکا بازو پکڑ کر اپنی جانب تیزی سے کھینچا۔۔۔

حملہ اچانک تھا اس لیے وہ سنبھل نہ سکی۔۔۔ اگلے ہی لمحے وہ اس کے کشادہ سینے سے آگئی تھی۔۔۔

اس ستمگر نے ایک لمحے کی دیری کے بغیر اس حسین دلربا کے گرد اپنا ہاتھ حائل کیا۔۔۔ اور پُر سکون ہو کر آنکھیں

موند لیں۔۔۔

”محب چھوڑ مجھے۔۔۔ میرا ہاتھ دب رہا ہے۔۔۔“ وہ خود کو آزاد کرانے کی کوشش میں لگی ہوئی

تھی۔۔۔ ”بھئی مجھے گرمی لگ رہی ہے۔۔۔ ہٹو۔۔۔“ وہ خاصہ چڑتے ہوئے اسے دور ہٹانے کی سعی کر رہی

تھی۔۔۔

مگر اس ستمگر کے کان میں تو مانوجوں بھی نہیں رینگ رہی تھی۔۔۔

وہ یہ دیکھ حیران تھی کہ اے سی میں رہنے والا شہزادہ کتنے آرام سے فین والے چھوٹے سے کمرے میں کارپیٹ پر

لیٹ کر سو رہا تھا۔۔۔

وہ اتنے قریب تھی کہ اسے محب کی دل کی دھڑکنیں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

سانسوں کی گرمی۔۔۔ ہاتھوں کا نرم و گرم لمس۔۔۔ اس کے بالوں کی مہک۔۔ ایک ایک چیز محسوس کر رہی تھی وہ۔۔۔

”رومانٹک فلموں میں تو اس طرح کیل کا سونا بہت کیوٹ لگتا ہے۔۔ مگر ریل لائی ف میں یہ بالکل بھی کفر ٹیبل نہیں ہے۔۔۔۔۔“ ہمت آزمائی کر کے جب وہ تھک گئی۔۔۔ تو احتجاج کرنا بند کیا۔۔۔ اسے اپنا پورا وجود محیب کے حصار میں جکڑا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ جس پر وہ سوائے چڑنے کے اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔

”مجھے پتا ہے تم جاگ رہے ہو۔۔۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔ میں اس طرح نہیں سو پارہی۔۔۔۔۔ میری کمر میں بھی درد شروع ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ ہاتھ بھی سن پڑ رہے ہیں دبے دبے۔۔۔۔۔“ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد۔۔۔۔۔ وہ حسین لڑکی پھر ایک بار خود کو آزاد کرانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔

”واقعی چھوڑ دیا“ اس کے کہتے ہی محیب نے اپنی باہوں کی قید سے اسے رہائی دی۔۔۔ اور کروٹ لے کر لیٹ گیا۔۔۔۔۔ نجمہ حیرت سے اسکی کمر تک رہی تھی۔۔۔ اس کے لیے یقین کرنا مشکل تھا کہ محیب نے اسکی کمر میں درد کا سنتے ہی اسے اپنی قید سے آزاد کر دیا۔۔۔۔۔

اس ستمگر کا ہر عمل جیسے چیخ چیخ کر خود کہہ رہا تھا کہ وہ فکر کرتا ہے اسکی۔۔۔۔۔

خیال رکھتا ہے اسکا۔۔۔۔۔

مگر کیوں؟؟۔۔۔۔۔

وہ اسی الجھن میں اس کی پشت کو تکنے لگی۔۔۔۔۔

وہ بہت دیر سے اس کے پیروں کی ایکسو سائی ز کروا رہی تھی۔۔۔

عنائی زہ بیگم کو فکر لاحق ہونے لگی تھی دونوں کی۔۔۔

دو گھنٹے سے زیادہ ہو چکے تھے۔۔۔ مگر نہ وہ ایکسو سائی ز کرانے والی تھک رہی تھی۔۔۔ نہ کرنے والا۔۔۔

جس لگن و جوش سے وہ لڑکی محنت کر رہی تھی۔۔۔ اسے دیکھ گمان ہوتا۔۔۔ وہ کل کا چلتا آج ہی چلا کے چھوڑے گی۔۔۔

اس لڑکی کا جوش و جذبہ ہی زارون کو مزید ہمت دیتا۔۔۔

نیچے بیٹھے بیٹھے اب اس کے پاؤں سن ہو رہے تھے۔۔۔

”بیٹا۔۔۔ تم تھک گئی ہو گی۔۔۔۔۔ اب تھوڑا سہ آرام کر لو۔۔۔“ ان کے فکر مند لہجے میں کہنے پر۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی۔۔۔ اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔

”بیٹا تم فری ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا۔۔۔ میں کھانا لگا دوں گی۔۔۔“ ان کے کہتے ہی وہ شرمیلی سی کیفیت میں مبتلا

ہوئی۔۔۔ روز روز کسی کے گھر کھانا کھانا۔۔۔ کسی کو بھی شرمندہ کر سکتا ہے۔۔۔ اسے بھی کر رہا تھا۔۔۔

”نہیں انٹی۔۔۔ پلیز کھانا مت لگائیے گا۔۔۔ مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔۔“

”ارے کیوں اچھا نہیں لگتا بھئی؟؟۔۔۔ اپنی فیس سمجھ کر کھا لو۔۔۔ ویسے بھی تم جیسی ہائی فائی ڈاکٹر نی

کی فیس کے پیسے نہیں ہیں میرے پاس۔۔۔“ زارون مضحکہ خیز انداز میں گویا ہوا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”مجھے کوئی بدل نہیں چاہیے۔۔۔“ اس سنہری گڑیا کے دل پر لگ گیا تھا زارون کا مزاق۔۔۔ وہ خفگی سے دو ٹوک انداز میں بولی۔۔۔

جس فعل میں انسان کی اپنی خوشی شامل ہو اس کا بدل کیسا؟؟۔۔۔

”بیٹا۔۔۔ یہ تو مزاق کر رہا تھا۔۔۔ تم برا مت مانو۔۔۔“ عنائی زہ بیگم نے تیزی سے اس کی دل جوئی کے لیے کہا۔۔۔

کبھی کبھار انسان بہت حساس ہو جاتا ہے۔۔۔ خاص طور پر اپنی بے لوث محبت کو لے کر۔۔۔

لوگ نہیں سمجھ سکتے۔۔۔ کے ہوتے ہیں کچھ خاص۔۔۔ جن کی محبت طلب کی خواہش نہیں رکھتی۔۔۔

”عنائی زہ۔۔۔“ باہر سے آتی آواز پر عنائی زہ بیگم ان دونوں کو کمرے میں چھوڑ کر۔۔۔ باہر چلی گئی۔۔۔

”میں مزاق کر رہا تھا یار۔۔۔ تم تو بہت جلدی سیرس ہو جاتی ہو۔۔۔“ زارون لچکدار انداز میں۔۔۔ معصومانہ چہرہ بنا کر گویا ہوا۔۔۔

اس سے ناراضگی اختیار کرنا عنابیہ کے لیے ناممکن ہی تھا۔۔۔ وہ نفی میں گردن کو جمبش دیتے ہوئے۔۔۔ کھڑی

ہونے لگی۔۔۔ مگر پاؤں سن ہونے کے سبب۔۔۔ اگلے ہی لمحے۔۔۔ لڑکھڑا کر گرنے لگی۔۔۔

زارون نے ہاتھ پکڑ کر اسے سہارا دینا چاہا۔۔۔ مگر وہ سہارا کافی نہیں تھا۔۔۔

وہ بہت کمزور ہو گیا تھا اس لیے عنابیہ کے وجود کو اپنے ہاتھ کے سہارے سے سنبھال نہیں سکا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

وہ بیچاری فرش پر گر گئی۔۔۔ اس کے سیدھے پاؤں میں موچ آگئی تھی۔۔ جس کے وجہ سے وہ تکلیف سے کراہنے لگی۔۔۔

”تم ٹھیک تو ہو؟؟“ زارون شدید گلٹ میں مبتلا ہو گیا تھا کہ وہ اپنے محسن کو سہارا نہ دے سکا ضرورت کے وقت۔۔۔

وہ لمحہ۔۔۔ جب ہاتھ پکڑنے کے باوجود وہ عنابیہ کو سنبھال نہ سکا۔۔۔ زارون کی آنکھوں میں رہ گیا تھا۔۔۔۔۔
”ہاں۔۔۔ شاید موچ آگئی ہے پاؤں میں۔۔۔“ تکلیف کی شدت سے اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔۔۔ مگر پھر بھی مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائے گویا ہوئی۔۔۔۔۔

”مام مام۔۔۔۔۔ جلدی آئی۔۔۔۔۔“ زارون نے عنابیہ کی مدد کے لیے عنائی زہ بیگم کو آوازیں لگائی۔۔۔۔۔
انہوں نے تیزی سے آکر عنابیہ کو سہارا دے کراٹھایا۔۔۔ اور زارون کے بیڈ پر بیٹھا دیا۔۔۔۔۔
”یہ سب کیسے ہو گیا؟؟“ عنائی زہ بیگم پریشان ہو کر بولیں۔۔۔۔۔

”وہ۔۔۔ میرا پاؤں سن ہو گیا تھا۔۔۔ کھڑی ہوئی تو بیلنس برقرار نہیں رکھ سکی۔۔۔ اور گر گئی۔۔۔“ عنابیہ شرمندگی محسوس کر رہی تھی۔۔۔ وہ یہاں زارون کی مدد کرنے آئی تھی نہ کہ اسے اور اسکی والدہ کو مزید پریشان کرنے۔۔۔۔۔

اسے خود پر غصہ آ رہا تھا۔۔۔ کہ وہ ایک کام ٹھیک سے نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔
”زارون تم نے ڈاکٹر کو کال کی؟؟“

پیا میں تیری حسن گول

”جی مام۔۔۔ وہی کر رہا ہوں۔۔۔ آپ فکر نہ کریں۔۔۔“ زارون سیل کان پر لگائے۔۔۔ انھیں پُر سکون انداز میں جواب دہ ہوا۔۔۔

ڈاکٹر کے چیک۔ اپ کر کے جانے کے بعد عنائ زہ بیگم نے اسے آج رات کے لیے گھر پر ہی روک لیا تھا۔۔۔

”یہ لو۔۔ دوائی کی کھاؤ۔۔“ زارون نے اس کے آگے دوائی کی اور پانی کا گلاس بڑھاتے ہوئے کہا۔۔

اس نے نظریں جھکا کر اس کے ہاتھ سے پہلے دوائی کی پھر پانی کا گلاس لیا۔۔۔۔۔

دوائی می کھلانے کے بعد۔۔۔ وہ اسکے اداس چہرے کو تنکنے لگا۔۔۔
وہ بہت افسردہ نظر آرہی تھی۔۔۔

”بھئی مجھے تو اپنی خدمت کے عوض بدل چاہیے“ زارون اچانک سے اس کے چہرے کے قریب اپنا حسین چہرہ لایا۔۔۔ تو اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ وہ پہلے کبھی اتنا قریب نہیں آیا تھا۔۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے چھیڑنے والے انداز میں کہا۔۔۔

”اور وہ۔۔۔ وہ کیا؟؟“ وہ خوبرونوجوان نہیں جانتا اسکی ذرا سی نزدیکی بھی مقابل کے دل کی اسپیڈ بڑھا دیتی ہے۔۔۔ اس کی نزدیکی کے سبب الفاظ ساتھ نہیں دے رہے تھے۔۔۔ وہ بمشکل اتنا ہی پوچھ سکی تھی۔۔۔

”تھوڑی سی مسکراہٹ۔۔۔“ اس کا جواب سنتے ہی۔۔۔ از خود ہی مسکراہٹ چہرے پر بکھر آئی تھی۔۔۔

”تمہیں شاید علم نہیں۔۔۔ روتو چہرے میں تم کتنی خوف ففففف صورت لگتی ہو۔۔۔“ زارون نے نہایت شرارتی انداز میں کہا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

”یعنی مسکراتے چہرے کے ساتھ تمھیں اچھی لگتی ہوں؟؟۔۔۔“ زارون تو صرف اس کا ذہن بٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ مگر وہ مزاحیہ گفتگو کو سیرس مقام پر پہنچا گئی تھی۔۔۔

ناجانے کیا جاننا چاہتی تھی وہ؟؟۔۔۔ کیا سننا چاہتی تھی مقابل سے؟؟۔۔۔

”نہیں۔۔۔ مگر رو تو چہرے سے تو بہتر ہی لگتی ہو۔۔۔“ زارون نے لاپرواہی سے جواب دیا۔۔۔

”جھوٹے منہ ہی تعریف کر دیتے۔۔۔ میں خوش ہی ہو جاتی۔۔۔ تمہارا کیا جاتا۔۔۔“ دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجائے۔۔۔ وہ شکوٹا گولی۔۔۔

”چلو۔۔۔ تم آج میرے کمرے میں سو جاؤ۔۔۔ میں گیسٹ روم میں چلا جاتا ہوں۔۔۔“ وہ سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔ وہ واقف تھا اس لڑکی کی اپنے لیے فینلنگس سے۔۔۔ اس لیے کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا تھا جو اس کی جھوٹی امید بندھائے۔۔۔

”سوری۔۔۔ میری وجہ سے تمھیں اتنی پریشانی اٹھانی پڑ رہی ہے۔۔۔“ وہ شرمندگی سے بولی۔۔۔

”اٹس اوکے۔۔۔ تم آرام کرو۔۔۔“ وہ دل جوئی کے لیے مسکرا کر۔۔۔ اپنی چئی رکھسکا تا ہوا۔۔۔ باہر کی جانب چل دیا تھا۔۔۔

اس نے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔۔۔

اس کے کمرے سے جاتے ہی۔۔۔ عنابیہ نے اس کے تکیے کو ہاتھ میں اٹھا کر سونگھا۔۔۔

اس میں سے زارون کی مہک آرہی تھی۔۔۔ جس پر وہ اسے بے اختیار سینے سے لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔

عجب سکون تھا اس دلبر کی مہک میں بھی۔۔۔

”ارے ہاں۔۔۔ اگر کچھ چاہیے ہو تو بتا دینا۔۔۔“ وہ لڑکا دوبارہ نوازش نوک کر کے اندر آیا۔۔۔ تو بوکھلا کر اس کا تکیہ واپس جگہ پر رکھنے لگی۔۔۔

اس کے گال گلابی گلابی سے ہو گئی تھیں۔۔۔ جیسے کوئی ی چوری پکڑی گئی ہو اسکی۔۔۔

”اوکے۔۔۔“ اس نے نظریں چورا کر۔۔۔ جواب دیا۔۔۔

”میرا تکیہ اگر پسند آ رہا ہے تو لے لو۔۔۔ اس میں اتنا شرمانے کی کیا بات ہے؟؟“ زارون نے دیکھ لیا تھا اسے تکیہ سینے سے لگائے۔۔۔ پھر اسے دیکھ کر بوکھلا کر واپس رکھتے ہوئے۔۔۔ وہ نا سمجھی سے استہزائی یہ انداز میں بولا۔۔۔

وہ لڑکا کیا جانے عنابیہ کے لیے کتنا خاص تھا وہ تکیہ۔۔۔ بلکہ اس کمرے کی ہر چیز۔۔۔ جس میں اس حسین دلبر کی مہک بسی تھی۔۔۔

”واقعی لے لوں؟؟“ وہ بے صبری سے استفسار کرنے لگی۔۔۔

”ہاں۔۔۔ لے لو۔۔۔ واٹ آبگ ڈیل۔۔۔“ وہ کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے گویا ہوا۔۔۔

اگر اس دلبر کی مہک سے وابستہ کوئی معمولی چیز بھی بکتی تو اس دیوانی کے نزدیک اُس چیز کو کروڑوں روپے میں خریدنا بھی گھائے کا سودا نہ تھا۔۔۔ پھر یہاں تو وہ خود دے رہا تھا۔۔۔ وہ کیسے چھوڑ دیتی۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

سچ تو یہ ہے کہ جو شخص دل کی گہرائی یوں میں اتر اہوا ہو۔۔۔ اس سے وابستہ چیزیں کبھی معمولی نہیں ہوتیں۔۔۔

وہ انمول ہوتی ہیں۔۔۔

”تھینکس“ وہ مسکان چہرے پر سجائے۔۔ اس کے حسین وجود کو شکرانہ نظروں سے تکتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

”ناشتہ کرنے چلو۔۔۔“ وہ واش روم سے فریش ہو کر آئی۔۔ تو محیب کو لگا کہ اس کے ساتھ ناشتہ کرنے باہر جائے گی۔۔ مگر یہ دیکھ۔۔ اسکی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔۔ کے وہ لڑکی بجائے باہر جانے کے الٹا بیڈ پر لیٹ کر۔۔۔ پھر سے سونے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔

”مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔“ اس نے اپنا خوبصورت چہرہ تکیے میں چھپاتے ہوئے کہا۔۔۔

”کس نے پوچھا ہے تم سے۔۔۔ کے تمہیں بھوک ہے یا نہیں۔۔۔ میں نے جتنا کہا ہے اتنا کرو۔۔۔ چلو ابھی۔۔۔“ وہ حاکمانہ انداز میں کہہ کر اسکا نازک ہاتھ پکڑ کر اٹھانے لگا۔۔۔

”نہیں جانا مجھے۔۔۔ سونے دو اب۔۔۔“ وہ ہاتھ ایک جھٹکے سے آزاد کر کے۔۔۔ واپس لیٹتے ہوئے۔۔۔ غصے سے بولی۔۔۔

READERS CHOICE

پیا میں تیری حسن کھول

”سمجھ کیوں نہیں آتی تمہیں ایک بار کی؟؟“ اس نازک صفت لڑکی کا ہاتھ جھٹکنا۔۔۔ محب اجلال ملک کو سخت ناگوار گزرا۔۔۔ اس بار اس نے بازو پر گرفت مضبوط کر کے۔۔۔ اسے بیڈ سے اتار کر۔۔۔ اپنے روبرو سیدھا کھڑا کر۔۔۔ غصے سے بپھر کر استفسار کیا۔۔۔

مبشرہ بیگم سے ہوئی لڑائی کے بعد سے اسنے سب کے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ اور کھانا پینا چھوڑ دیا تھا۔۔۔ وہ اپنی ماں کو نوکروں کی صف میں کھڑا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ خاص طور پر تب جب وہ خود چچی کی پر بیٹھی ہوئی ہو۔۔۔

”سمجھ تو تمہیں نہیں آتی۔۔۔ جب کہ رہی ہوں نہیں کرنا ناشتہ تم جیسے بڑے لوگوں کے ساتھ۔۔۔ تو اس معمولی سی بات کو اپنی انا کا مسئی لہ بنانے کی کیا ضرورت ہے؟؟؟۔۔۔“ اس کی نشیلی سیاہ آنکھوں میں غصے کے سبب سرخی جھلکنے لگی تھی۔۔۔

”انا کا مسئی لہ نہیں بنا رہا بے وقوف لڑکی۔۔۔ بس اتنا چاہتا ہوں کہ اپنے سامنے ناشتہ کرا کے آفس جاؤں۔۔۔ تاکہ کوئی ٹینشن نہ رہے مجھے۔۔۔“ وہ دل میں سوچتے ہوئے۔۔۔

یعنی نے اسے بتایا تھا کہ دو تین دنوں سے وہ کھانا بہت کم کھا رہی ہے۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ ناچاہتے ہوئے بھی فکر مند ہو گیا تھا۔۔۔

”چھوڑو مجھے۔۔۔ محب اجلال ملک یہ مت بھولو باہر تمہاری منگیتر آئی ہوئی ہے۔۔۔ میں کوئی لحاظ نہیں رکھوں گی۔۔۔ اگر تم نے میرا ہاتھ نہیں چھوڑا تو۔۔۔“ وہ حسین لڑکا جواب دینے کے بجائے۔۔۔ اس کا بازو پکڑ کر

پیا میں تیری حسن کنول

-- زبردستی کمرے سے باہر لے جانے کی نیت سے چلا۔۔۔ ابھی وہ کمرے کا دروازہ کھول ہی رہا تھا کہ نجمہ اسے ڈرانے کی نیت سے دھمکی آمیز لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

”محب۔۔۔“ اسے لگا تھا کہ وہ اسکی دھمکی سے ڈر کر ہاتھ چھوڑ دے گا۔۔۔ مگر وہ محب اجلال ملک تھا یہ شاید بھول بیٹھی تھی وہ۔۔۔ اس کی دھمکی سنتے ہی۔۔۔ اسکے ہونٹوں کے کناروں پر ہلکی سی اسمارٹ مسکراہٹ رقصا ہوئی۔۔۔

اس لمحے اسکی آنکھیں چیلنج دیتی ہوئی معلوم ہوئی۔۔۔

اگلے لمحے ہی نجمہ کو محسوس ہو گیا تھا اس نے غلطی کی محب کو ڈرانے کی کوشش کر کے۔۔۔۔۔ اس نے تیزی جھک کر اسے بوری کی طرح اپنے کندھے پر ڈالا۔۔۔ اور دروازہ کھول کر۔۔۔ بڑی شان سے کمرے سے نکلا۔۔۔

وہ بالکل خاموش ہو گئی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ تھک گئی تھی ملازمین اور گھر والوں کے سامنے تماشہ بن بن کر۔۔۔

وہ اب مہمانوں کے سامنے تماشہ نہیں بننا چاہتی تھی خاص طور پر پلوشتہ کے سامنے۔۔۔ جو اسے ایک اچھی سہیلی کی طرح ٹریٹ کر رہی تھی۔۔۔

حیرت تو اسے اس بات پر تھی کہ محب اجلال ملک اپنی منگیت سے بھی نہیں ڈر رہا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

وہ جس طرح نڈر ہو کر اسے کمرے سے اٹھا کر لایا۔۔۔ اگر پلوشہ دیکھ لے۔۔۔ تو کیا سوچے گی اسکے بارے میں۔۔۔۔۔ وہ اس بات کی بھی پرواہ نہیں کر رہا تھا۔۔۔

”یا اللہ۔۔۔۔۔ اگر پلوشہ نے مجھے اس طرح محیب کے ساتھ دیکھ لیا۔۔۔ تو وہ کیا سوچے گی میرے بارے میں۔۔۔۔۔“ نجمہ بہت ڈر رہی تھی پلوشہ کے ری۔ ایکشن سے۔۔۔۔۔ ایک پلوشہ ہی تو تھی اس ملک مینشن میں۔۔۔۔۔ جو اسے اور اسکی ماں کو گھر کے افراد کی طرح ٹریٹ کرتی۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ پلوشہ جیسی اچھی سہیلی کو کھوئے۔۔۔۔۔

مگر وہ اپنے منگیترا کو اسکے ساتھ دیکھ کر۔۔۔ کیسے اس کے ساتھ دوستی رکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔ یہی سوچ سوچ کر نجمہ کا دل بیٹھے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے جیئی رپر لا کر اسے آرام سے بیٹھایا۔۔۔۔۔

نجمہ نے جیئی رپر بیٹھتے ہی سب سے پہلے نگاہ پورے ہال پر دوڑائی۔۔۔۔۔

اسکی سانس میں سانس آئی تھی یہ دیکھ۔۔۔۔۔ کے پورے ہال میں سوائے ملازمین کے کوئی دور دور تک نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔

”مجھے نفرت ہے تم سے۔۔۔۔۔“ وہ اس کی نیلی حسین آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔۔۔۔۔ کدورت بھرے لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”بول تو ایسے رہی ہو۔۔۔ جیسے محب اجلال ملک تو مرے جا رہا ہو تمہاری محبت پانے کے لیے۔۔۔ کرتی ہو نفرت۔۔۔ تو کرتی رہو۔۔۔ یہاں کسے پرواہ ہے؟؟؟۔۔۔“ اس کی ٹھوڑی پکڑ کر۔۔۔ چہرہ ہلکا سا اونچا کر۔۔۔ سیاہ نشیلی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے۔۔۔ دھیمی آواز اور طنزیہ لہجے میں جواب دہ ہوا۔۔۔ اس نے آخری جملہ خاصہ لا پرواہی سے ادا کیا تھا۔۔۔ جیسے مقابل کو یاد دلارہا ہو۔۔۔ کے وہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی اس کی نظر میں۔۔۔

پھر پُر سکون انداز میں برابر والی چئی رپر بیٹھا۔۔۔
نجمہ اسے کھا جانے والی نگاہوں سے تک رہی تھی۔۔۔
”پھر دیکھ رہی ہو۔۔۔“ وہ ناشتہ کرنا سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔ مگر برابر میں بیٹھی لڑکی صرف اسے ہی تک رہی تھی۔۔۔ نگاہوں کی تپش نے اسے مجبور کیا تھا ٹوکنے پر۔۔۔
”ہاں۔۔۔ دیکھ رہی ہوں۔۔۔ کچھ لوگ کتنے انا پرست ہوتے ہیں۔۔۔ انھیں دوسروں کی فیلنگس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔۔۔“ وہ دانت پیستے ہوئے۔۔۔ طنز کے تیر چلانے لگی۔۔۔
محب کو بحث کرنے کا عمل سخت ناپسند تھا۔۔۔ اس لیے وہ خاموش ہو گیا تھا۔۔۔
جبکہ مقابل کو انتہائی زہر معلوم ہو رہی تھی اسکی یہ خاموشی۔۔۔

وہ لڑنا چاہتی تھی۔۔۔ اسے بتانا چاہتی تھی کہ ہر بار وہ اپنی مرضی نہیں چلا سکتا۔۔۔ وہ انسان ہے۔۔۔ اس کے بھی جذبات ہیں۔۔۔ احساسات ہیں۔۔۔ خواب ہیں۔۔۔ خیالات ہیں۔۔۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے

پیا میں تیری حسن کنول

وہ بھی۔۔۔ کوئی چیز اسے بھی پسند یا ناپسند ہو سکتی ہے۔۔۔ کوئی چیز اس کے نفس پر بھی بھاری ہو سکتی ہے۔۔۔ جیسے اُس وقت تھی۔۔۔ اس کی ماں نوکروں کے ساتھ کھڑی ناشتہ لگا رہی تھی۔۔۔ وہ کیسے ناشتہ کر سکتی تھی؟؟؟ مگر وہ ستمگر یہ بات کہاں سمجھتا؟؟؟۔۔۔ اسے تو اپنی انا پیاری تھی۔۔۔۔۔

”ناشتہ شروع کرو۔۔۔“ وہ صرف بیٹھ کر اسے گھورنے کا کام سرانجام دے رہی تھی۔۔۔ مقابل اس کام کے لیے تو نہیں لایا تھا اسے۔۔۔ اپنی چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے۔۔۔ اسے دیکھ۔۔۔ سخت لہجے میں کہا۔۔۔

”گڈ مارننگ۔۔۔“ نجمہ جواب دیتی اس سے قبل ثوبیہ چیئی رپر بیٹھتے ہوئے۔۔۔ مسکرا کر بولی۔۔۔

اس کے پیچھے پیچھے جازع اور مبشرہ بیگم بھی اپنی اپنی کرسیوں کو کھسکا کر بیٹھے۔۔۔

”گڈ مارننگ دادی جان۔۔۔“ رقیہ بیگم کے آتے ہی ثوبیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلا کر اپنی جگہ پر بیٹھیں۔۔۔

”عروسہ فریش جو س کہاں ہے؟؟۔۔۔ کل بھی تم سے کہا تھا کہ پلو شہ ناشتہ میں فریش جو س پیتی ہے۔۔۔ جاؤ۔۔۔ اس کے آنے سے پہلے لے کر آؤ۔۔۔“ مبشرہ بیگم نے دانستہ طور پر نجمہ کو جلانے کے لیے عروسہ بیگم کو آڑ دیا۔۔۔

جس پر وہ بیچاری اثبات میں سر ہلا کر ابھی جانے ہی لگی تھیں۔۔۔

”چھوڑیں مام۔۔۔ میں لے آتی ہوں۔۔۔“ نجمہ اپنی چیئی ر سے کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

اس کا ناشتہ چھوڑ کر کھڑا ہونا مجیب کو غصہ دلانے کے لیے کافی تھا۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”ملازمہ نہیں ہو تم اس گھر کی۔۔۔“ محب چائے کا کپ غصے سے ٹیبل پر پٹکتے ہوئے۔۔۔ اس کی جانب اپنی غصیلی نگاہ اٹھا کر۔۔۔ سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

”میری مام بھی نہیں ہیں۔۔۔ مگر وہ کر رہی ہیں۔۔۔ تو میں کیوں نہیں کر سکتی؟؟؟۔۔۔“ وہ بھی تپی بیٹھی تھی۔۔۔ تیزی سے دل جلے انداز میں جواب دہ ہوئی۔۔۔

”کیونکہ تم محب اجلال ملک کی بیوی ہو۔۔۔“ اس نے نہایت رعب دار انداز میں اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔ گویا اس کے رتبے کی یاد دہانی کرائی تھی۔۔۔

”او واقعی؟؟۔۔۔ (oh really)؟؟۔۔۔“ اس نے خاصہ استہزائی یہ انداز میں... ہونٹوں کو گول کرتے ہوئے۔۔۔ استفسار کیا۔۔۔

”بس کرو لڑکی۔۔۔ کیوں صبح ہی صبح تماشہ لگا رہی ہو؟؟۔۔۔ گھر میں مہمان آئے ہیں اسی کا لحاظ رکھ لو۔۔۔ اگر تمہیں ناشتہ نہیں کرنا تو اپنے کمرے میں چلی جاؤ۔۔۔“ مبشرہ بیگم محب کا جواب سنتے ہی ہکا بکا ہو گئی تھیں۔۔۔

اس کے لہجے میں جومان و عزت تھی انھوں نے وہ محسوس کر لی تھی۔۔۔

انھیں ڈر لاحق ہوا کہیں پلو شہ نہ سن لے۔۔۔ اس لیے تیزی سے وہ بیچ میدان میں کود پڑی تھیں۔۔۔

”جی بہتر۔۔۔“ وہ کون سہ وہاں رکنا چاہتی تھی۔۔۔ اکڑ کر مبشرہ بیگم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتی ہوئی۔۔۔ ابھی وہ ایک قدم ہی بڑھی تھی۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”آج سے آپ ہمارے ساتھ بیٹھا کریں۔۔۔“ اس کے الفاظ سنتے ہی۔۔۔ نجمہ نے حیرت سے پلٹ کر محیب کی جانب دیکھا۔۔۔

وہ واقعی اس کی ماں کو سب کے ساتھ بیٹھانے کے لیے تیار تھا۔۔۔
مگر کیسے؟؟۔۔۔ وہ بے یقینی سے اسکا حسین چہرہ تک رہی تھی۔۔۔
ایسا لگا۔۔۔ ایک لمحے کے لیے ہی صحیح مگر اس نے دل کو چھوا ہو۔۔۔
”محیب؟؟“ مبشرہ بیگم تیزی سے احتجاجاً بولیں۔۔۔

”یہ کیا بول رہے ہو بیٹا؟؟“ رقیہ بیگم کو بھی زبردست شاک لگا تھا۔۔۔ اسکا فیصلہ سن۔۔۔۔۔ وہ خاموش نہ رہ سکیں۔۔۔

”پلیز۔۔۔ اب آپ لوگ شروع مت ہوں۔۔۔ مجھے سکون سے ناشتہ کر لینے دیں۔۔۔“ محیب نے چڑتے ہوئے کہہ کر۔۔۔ واپس چائے کا کپ منہ سے لگایا۔۔۔

محیب کے فیصلے کے بعد۔۔۔ اب کسی کی مجال نہیں تھی کہ عروسہ بیگم کو اپنے برابر میں بیٹھنے سے روکے۔۔۔۔۔
نجمہ عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہو گئی تھی۔۔۔ اُس کے لیے یقین کرنا بہت مشکل تھا کہ محیب اجلال ملک جیسا ظالم شخص صرف اُس کی خاطر اسکی ماں کو عزت دے رہا ہے۔۔۔۔

کیا وہ اُس ستمگر کے لیے اب اہمیت رکھنے لگی تھی؟؟۔۔۔ یہ سوال ناچاہتے ہوئے بھی اس کے ذہن میں گردش کرنے لگا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

”مام بیٹھیں ناں۔۔۔“ نجمہ نے تیزی سے خوشی خوشی عروسہ بیگم کو اپنے برابر والی چئی رپر بیٹھایا۔۔۔
اور خود اپنی چئی رپر بیٹھ گئی۔۔۔

اس نے اب باخوشی ناشتہ شروع کر دیا تھا۔۔۔ جبکہ رقیہ بیگم احتجاجاً ناشتہ چھوڑ کر۔۔۔ پاؤں پٹکتی ہوئی وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھیں۔۔۔

”او۔۔۔ سوری میں لیٹ ہو گئی۔۔۔“ پلوشہ نے آتے ہی معذرت طلب کی۔۔۔
اگلے ہی لمحے اس کی نگاہ محیب کے برابر والی چئی رپر گئی۔۔۔ ”نجمہ یہ تو میری جگہ ہے۔۔۔“ اس نے بے ساختہ اس حسین لڑکی کو ٹوکتے ہوئے کہا۔۔۔

نجمہ اس کے ٹوکتے ہی شرمیلی سی کیفیت میں گرفتار ہوئی۔۔۔ جیسے اس نے کچھ غلط کیا ہو۔۔۔
”واو۔۔۔ اب آئے گاناں اصل مزا۔۔۔ دیکھتے ہیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے“ ثوبیہ نے مسکراتے ہوئے خود کلامی کی۔۔۔

”سوری۔۔۔ تم بیٹھ جاؤ۔۔۔ میں۔۔۔“ ابھی وہ شرمندہ شرمندہ سے لہجے میں بول کر کھڑی ہونے ہی لگی تھی۔۔۔

”چئی رپر نام لکھا ہے تمہارا؟؟؟“ کے محیب اس کی بات سچ میں کاٹتے ہوئے۔۔۔ پلوشہ کو دیکھ۔۔۔ سپاٹ سے لہجے میں طنزیہ استفسار کرنے لگا۔۔۔

ساتھ ساتھ اس نے نجمہ کو آنکھوں کے اشارے سے اپنی جگہ بیٹھے رہنے کا کہا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

پلو شہ اور باقی سب کو پہلے تو یقین ہی نہیں آیا کہ محب اس سے کس طرح دل خراش طرز میں بات کر رہا ہے۔۔۔
وہ بھی شرمگنی سی کیفیت میں مبتلا ہو گئی تھی۔۔۔۔

”نہیں۔۔۔ وہ۔۔۔“ محب نے اس لہجے میں پہلے کبھی اُس سے بات نہیں کی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیا
جواب دے۔۔۔۔

نجمہ واقف تھی جو کچھ ہو رہا ہے۔۔ اس میں پلو شہ کا کوئی قصور نہیں۔۔۔۔ بلکہ وہ بیچاری تو ابھی جانتی بھی نہیں
کہ محب اجلال ملک کا اصل روپ کیا ہے۔۔۔۔
پاکستان آنے کے بعد وہ اس کی پہلی سہیلی تھی۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ محب کی وجہ سے وہ اسے بھی کھو
دے۔۔۔۔

اگر اجلال ملک اور مبشرہ بیگم نے اسے دھمکا یا نہ ہوتا تو وہ اسے محب کے اصل چہرے سے روبرو ضرور
کراتی۔۔۔۔ کیونکہ اس کے نزدیک محب اجلال ملک اس جیسی اچھی لڑکی کے قابل نہیں تھا۔۔۔۔۔
قابل تو وہ اپنے بھی نہیں سمجھتی تھی اسے۔۔۔۔ مگر وہ پھنس چکی تھی۔۔۔۔

”آئی بندہ خیال رکھنا۔۔۔ کسی کو کھانا کھاتے وقت نہیں اٹھاتے۔۔۔“ وہ بہت ناز سے پلی تھی۔۔۔ کانچ جیسے دل کی
مالک۔۔۔۔ محب کا سخت رویہ اس کی آنکھوں میں آنسو لے آیا تھا۔۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تیرتے
دیکھ۔۔۔۔ محب کا غصہ جیسے چھو منتر ہوا۔۔۔۔ وہ فوراً ہی اپنی چچی سے کھڑا ہو کر اس کے بازو کو نرمی سے سہلاتے
ہوئے بولا۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”چلو تم میری جگہ پر بیٹھ جاؤ۔۔۔“ اس نے نہایت نرمی سے کہہ کر اسے خود اپنی چئی رپر بیٹھایا۔۔۔۔۔
نجمہ کے علاوہ وہاں موجود ہر شخص نے اس بات کو نوٹ کیا تھا کہ محب اجمال ملک نے نجمہ کی جگہ پلوشتہ کو بیٹھنے
نہیں دیا۔۔۔۔۔

سب واپس اس طرح ناشتہ کرنے لگے۔۔۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔۔۔۔۔
جبکہ نجمہ اور پلوشتہ شرمیلی سی کیفیت میں گرفتار تھے۔۔۔۔۔
مبشرہ بیگم پوری کوشش کر رہی تھیں ماحول کو واپس نارمل کرنے کی۔۔۔۔۔ مگر پلوشتہ محب کے جاتے ہی اٹھ کر
تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔
اس کے یوں اٹھ کر چلے جانے سے مبشرہ بیگم کی آنکھیں نجمہ پر انگارے برسانے لگیں۔۔۔۔۔ مگر اس نڈر لڑکی نے
مکمل انکسور کیا۔۔۔۔۔
وہ اٹھ کر نہیں گئی۔۔۔۔۔ کیونکہ اس کے نزدیک یہ عزت اس کے شوہر نے اسے دی تھی۔۔۔۔۔ جس پر اس کا حق
تھا۔۔۔۔۔ اور وہ اپنا حق چھوڑنے والوں میں سے نہیں۔۔۔۔۔
اسے لگا وہ فتح یاب ہوئی۔۔۔۔۔ اس کی ماں نوکروں کی صف میں نہیں کھڑی تھی اب۔۔۔۔۔ وہ اسی طرح عزت سے
بیٹھ کر ناشتہ کر رہی تھیں جیسے مبشرہ بیگم کرتیں۔۔۔۔۔
”تمہارے بڑے ابو کو آجانے دو۔۔۔۔۔ پھر تمہیں بتاتی ہوں۔۔۔۔۔“ مبشرہ بیگم جزبہ ہو کر۔۔۔۔۔ نجمہ کو دھمکی آمیز
لہجے میں کہتی ہوئی۔۔۔۔۔ ناشتہ چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

”نجمہ۔۔۔“ ان کی دھمکی سنتے ہی عروسہ بیگم خوفزدہ ہو کر اپنی بیٹی کو دیکھنے لگیں۔۔۔
”آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔“ ایسا نہیں تھا وہ خوفزدہ نہیں ہوئی تھی ان کی دھمکی سے۔۔۔ بس اپنی ماں پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

”ڈینشن نہ لیں چاچی۔۔۔“ محب بھائی کے فیصلے کے آگے کسی کی نہیں چلتی۔۔۔“ تو بیہ دلا سے دینے والے انداز میں آہستگی سے بولی۔۔۔

جس پر وہ اثبات میں سر ہلانے لگیں۔۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥

وہ جانتی تھی بھلے دیر سے ہی صحیح وہ ستمگر کمرے میں آئے گا ضرور۔۔۔۔

ناجانے کیوں دل کو بے چینی لگی ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ چاہ کر بھی سو نہیں پارہی تھی۔۔۔۔

تھک ہار کر اپنا سیل اون کر کے بیٹھ گئی۔۔۔۔

اچانک پلو شہ کی پوسٹ کی ہوئی کیپل پکس نظر آئی۔۔۔۔ جو آج کی تھیں۔۔۔۔

محب اور پلو شہ ان تصویروں میں بہت خوش نظر آ رہے تھے۔۔۔۔ بالکل ایک خوبصورت کیپل کی طرح۔۔۔۔

انہیں دیکھ۔۔۔۔ دل شدید اداس ہو گیا۔۔۔۔

تنہائی کا احساس بڑھنے لگا۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کجول

وہ کتنی اکیلی تھی۔۔۔ کوئی نہیں تھا اس کے نازاٹھانے والا۔۔۔ اس سے محبت کرنے والا۔۔۔ اس کی پرواہ کرنے والا۔۔۔

محبت پوشہ کی ناراضگی دور کرنے کے لیے اسے گھومنے پھرانے لے گیا تھا۔۔۔
تصویریں گواہ تھیں وہ ایک کیمرنگ اور لوونگ منگیترا ہے۔۔۔ اور کوئی یبعید نہیں کے اس کے لیے فیوچر میں ایک اچھا، ہسپینڈ بھی بنے۔۔۔ وہ نجمہ رحمان ملک تھوڑی تھی۔۔۔ جس سے وہ نفرت کرتے ہوئے بڑا ہوا تھا۔۔۔ وہ تو پوشہ مہر و ملک تھی۔۔۔ اسکی محبت۔۔۔ اسکی منگیترا۔۔۔ پوری دنیا کے سامنے محبت اجلال ملک کی بیوی ہونے کا رتبہ پانے والی عورت۔۔۔ وہ چاہے بھی تو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔
اس کی آنکھوں سے آنسو موتی بن کر سیل کی اسکرین پر گرنے لگے۔۔۔
وہ محبت کے لیے نہیں رو رہی تھی۔۔۔ وہ تو اپنی تنہائی پر ماتم کر رہی تھی۔۔۔
ابھی وہ روہی رہی تھی کے کمرے کا دروازہ کھلا۔۔۔

دروازہ کھلتا دیکھ۔۔۔ اسنے تیزی سے اپنے آنسو پونچھے۔۔۔
نجمہ اس شنگر کو انور کر کے لیٹنے ہی لگی تھی کے اسکی نظر محبت کے گلابی ہونٹوں پر گئی۔۔۔
ہونٹوں پر) لپ۔ گلو (lip glow جیسی چمک دیکھ۔۔۔ اس کا دل جل اٹھا تھا۔۔۔
”میرے کمرے میں کیوں آئے ہو؟؟۔۔۔ تمہاری منگیترا کا کمر اوپر ہے۔۔۔“ وہ خاصہ دل جلے انداز میں بولی۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”شٹ۔ اپ۔۔“ مجب اس وقت لڑنے یا بحث کرنے کے بالکل مونڈ میں نہیں تھا۔۔ پیشانی ایک ہاتھ سے مسلتے ہوئے۔۔ لاپرواہی سے گویا ہوا۔۔

اس کا جواب نجمہ کو اپنی سخت تذلیل محسوس ہوا۔۔

”میں بہت تھک گیا ہوں۔۔ اس۔۔“ وہ ابھی بول ہی رہا تھا۔۔ ٹائی اتارتے ہوئے۔۔۔

”وہ تو مجھے نظر آ ہی رہا ہے۔۔۔“ اس نے چھوٹی آنکھیں کرتے ہوئے.... خاصہ طنزیہ کہا۔۔

”نچ۔۔۔ کہاں جا رہی ہو؟؟“ وہ فریش ہونے کے بعد۔۔ جیسے ہی بیڈ پر لیٹا۔۔۔ نجمہ تیزی سے اپنا تکیہ ہاتھ میں

لے کر بیڈ سے اتر کر جانے لگی۔۔۔ جس پر وہ ایک ابرو اچکا کر۔۔۔ تفتیشی افسران کی طرح استفسار کرنے

لگا۔۔۔۔

”سونے۔۔۔“ وہ لاپرواہی سے جواب دے کر۔۔ اس کے سامنے ہی کارپیٹ پر تکیہ لگا کر لیٹ گئی۔۔۔

”بیڈ پر کانٹے لگیں ہیں؟؟“ اس کی حرکت پر جزبز ہو کر پوچھنے لگا۔۔۔

”ہاں۔۔۔“ اس نے آنکھیں موند کر جواب دیا۔۔۔

”نچ۔۔۔ ڈرامہ بند کرؤ اپنا۔۔۔ اور واپس بیڈ پر آؤ۔۔۔“ گزشتہ رات کارپیٹ پر سونے کے سبب اس کی کمر

میں درد ہو گیا تھا۔۔۔ پورا دن کمر کا درد برداشت کرتے ہوئے گزارا۔۔۔۔۔ لیکن کسی پر ظاہر نہیں ہونے

دیا۔۔۔ وہ ایسا ہی تھا۔۔۔ کبھی کسی سے اپنی تکلیف شئی نہیں کرتا۔۔۔ نہ ہی ظاہر ہونے دیتا۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

”کہاناں میں نے۔۔۔ تمھاری منگیتر کا کمر اوپر ہے۔۔۔“ اس نے اپنا سیدھا ہازو۔۔۔ اپنی آنکھوں پر رکھتے ہوئے۔۔۔ دھیمے مگر طنزیہ جواب دیا۔۔۔

وہ خود بھی واقف نہیں تھی۔۔۔ کتنا غصہ تھا اس کے لہجے میں۔۔۔ کتنی جلن۔۔۔۔۔ کتنی حسرت۔۔۔۔۔

”نچ۔۔۔“ اس نے کوئی ی جواب نہیں دیا۔۔۔ ایسے ظاہر کرنے لگی۔۔۔ جیسے سوگئی ہو۔۔۔۔۔ محیب کی دی ہوئی دو تین آوازیں مانو کمرے کی خاموشی میں کہیں غائب ہوگئی یں تھیں۔۔۔۔۔ جس پر وہ جزبز ہو کر اٹھ کر بیٹھا۔۔۔۔۔

”ٹھیک ہے۔۔۔۔۔“ اسے کارپیٹ پر سوتا ہوا دیکھ۔۔۔ وہ غصے سے واپس لیٹ گیا۔۔۔۔۔

آنکھیں موندتے ہی۔۔۔۔۔ گاڑی میں ہونے والی باتیں دوبارہ ذہن میں گھومنے لگیں۔۔۔

”گڈ۔۔۔۔۔ شہریار کو پک پسند آگئی۔۔۔“ پلوشہ اپنے سیل کی اسکرین تکتے ہوئے۔۔۔ مسرت بھرے لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

محیب آج خود گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ پلوشہ ڈرائیونگ سیٹ کے برابر والی سیٹ پر بیٹھی.... اپنے سیل پر نظریں جمائے.... واٹس ایپ پر مسلسل کسی سے چیٹ chat میں لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

”کس کی پک؟؟“ محیب نے ابرو اچکا کر تجسس سے استفسار کیا۔۔۔۔۔

”نجمہ کی۔۔۔۔۔ اور کون ہے تمھارے گھر میں۔۔۔۔۔ جس کی پک میں شہریار کو بھیج سکتی ہوں۔۔۔۔۔“ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

بس اس کا جملہ سننا تھا کہ محب کا پارہ ہائی کی ہوا۔۔۔

”پتا ہے میری طرح شہریار کو بھی نجمہ کا فیکر بہت پسند آیا۔۔۔ میں نے تو کہہ دیا۔۔۔ ابھی بہت چھوٹی ہے نجمہ اور سنگل بھی۔۔۔ وہ چاہے تو کراچی آجائے۔۔۔ میں ان دونوں کو مل۔۔۔“ وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ محب بیچ میں بات کاٹتے ہوئے۔۔۔ شیر کی طرح چنگھاڑا۔۔۔

”کس سے پوچھ کر تم نے نج کی تصویر اپنے کزن کو بھیجی؟؟۔۔۔ اور وہ کمینا ہوتا کون ہے اس کے فیکر کی تعریف کرنے والا۔۔۔“ وہ بیوی تھی اسکی۔۔۔ اس کی عزت۔۔۔ وہ کیسے برداشت کر لے۔۔۔ کے کوئی ی غیر مرد اس کی بیوی کی فیکر کی تعریف کر رہا ہے۔۔۔

”نجمہ سے بات ہوئی تھی میری۔۔۔ جب اسے کوئی اعتراض نہیں تو تمہیں کیوں ہو رہا ہے؟؟“ پلوشہ الجھ گئی تھی اس کاری۔ ایکشن دیکھ۔۔۔ سمجھ نہیں پار ہی تھی وہ کیوں اتنا آگ بگولہ ہوئے جارہا ہے۔۔۔ اس کا خود پریوں چیخنا سخت ناگوار گزر رہا تھا اسے۔۔۔

”کیونکہ ملک مینشن کے ہر فرد کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے۔۔۔ ابھی کے ابھی اس تصویر کو ڈیلیٹ کرو۔۔۔ اور اس سین کو) اف (off۔۔۔ میں مزید اس بارے میں کوئی بحث نہیں چاہتا۔۔۔“ اس کی آنکھیں آگ برسا رہی تھیں۔۔۔ وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر۔۔۔ خاصہ زور دیتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔ بہت ضبط کر رہا تھا وہ اپنے غصے کو۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”سوری۔۔۔ مگر میں یہ سین اب ختم نہیں کر سکتی۔۔۔ میرے کزن کو نجمہ پسند آگئی ہے۔۔۔ کیا برائی ہے اگر ان دونوں کا پیل بن جائے تو۔۔۔ ویسے بھی ارینج میرج ہونا تو بہت مشکل ہے بیچاری کی۔۔۔ اس کی والدہ کے ماضی کی وجہ سے۔۔۔ مگر لو میرج ہو سکتی ہے۔۔۔ میرا کزن برادری کا ہی ہے۔۔۔ پھر کیا مسئلہ ہے تمہیں؟؟۔۔۔“ وہ اپنی بات پر ابھی بھی قائم تھی۔۔۔ جس پر محیب انگارے چبانے لگا۔۔۔ وہ اس پر غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ مگر وہ لڑکی مسلسل اس کا صبر آزما رہی تھی۔۔۔

”پلو شہ۔۔۔ نج کی فکر کرنا تمہارا کام نہیں ہے۔۔۔“ اس نے کار کا زوردار بریک لگاتے ہوئے۔۔۔ پھر کر کہا۔۔۔

بریک اچانک لگنے کے سبب۔۔۔ وہ تیزی سے آگے کی جانب گرنے لگی۔۔۔ وہ تو سیٹ بیلٹ نے اس کا توازن برقرار رکھنے میں مدد کی۔۔۔ ورنہ وہ ڈیش بورڈ سے یقیناً ٹکرا جاتی۔۔۔ خود کو سنبھالتی ہوئی۔۔۔ اسے بغور احتجاجی نگاہوں سے تنکے لگی۔۔۔

”تم چاہتے کیا ہو آخر؟؟۔۔۔ تم بھی جانتے ہو ہمارے یہاں برادری سے باہر شادی نہیں ہو سکتی۔۔۔ اور برادری سے اس بیچاری کے رشتے نہیں آئی یں گے۔۔۔ اب ایسے میں اگر میں اس کی مدد کرنا چاہ رہی ہوں تو تم مجھے کیوں روک رہے ہو؟؟۔۔۔ مجھے تو لگتا تھا تم میرا ساتھ دو گے ان سب میں۔۔۔ آخر کو۔۔۔ وہ تمہاری چھوٹی بہن جیسی ہے۔۔۔ بچپن کی ہوئی لڑائی یوں کو کیا اب بھی دل پر لگائے بیٹھے ہو تم؟؟۔۔۔ پلیر اپنی نفرت و دشمنی میں اس بیچاری لڑکی کا حال اپنی خالہ جیسا نہ کرؤ۔۔۔ تم کیا چاہتے ہو۔۔۔ وہ بھی ایک دن ناامید ہو کر تمہاری خالہ کی طرح

پیا میں تیری حسن کنول

خود کشی کر لے؟؟۔۔۔ پلیز۔۔۔ و۔۔۔“ ابھی وہ جذباتی ہو کر بول ہی رہی تھی۔۔۔ کے میجب نے غصے سے دھاڑتے

ہوئے کہا۔۔۔۔۔ ”جسٹ شٹ اپ۔۔ ایک لفظ منہ سے مت نکالنا اب۔۔۔۔۔“

اس کی خالہ کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا۔۔۔ وہ اسے یاد بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

ہر یاد اسے درد کے سوا کچھ نہیں دیتی تھی۔۔۔

بڑی مشکل سے وہ خود کو سنبھال کر آج اس مقام پر پہنچا تھا۔۔۔

اپنی خالہ کا ذکر سنتے ہی وہ تڑپ اٹھاتھا۔۔۔۔۔

اس کے ہونٹ لرز رہے تھے۔۔۔

وہ خون میں لت پت۔۔۔ اپنی جان سے پیاری خالہ کا بے جان جسم اسے آج بھی یاد تھا۔۔۔ وہ کیسے بھول سکتا

تھا؟؟۔۔۔ وہ کچھ نہیں بھولا تھا۔۔۔ وہ تو بس غموں کو سینے سے لگا کر۔۔۔ مسکرا کر انا سیکھ گیا تھا۔۔۔

اتنے سال گزر گئی تھی۔۔۔ مگر ننھے دل پر لگے زخم اسے آج بھی ہرے محسوس ہوئے۔۔۔

اتنے تازہ کے ذرا سہ چھٹڑ دینے پر۔۔ ان میں سے خون رسنے لگے۔۔۔

”میں چپ نہیں ہوں گی۔۔۔ نجمہ بہت پیاری لڑکی ہے۔۔۔۔۔ تمہیں رحم نہیں آتا اس کی کم عمری پر؟؟۔۔۔ اتنی

چھوٹی عمر میں۔۔۔ تم نے اسے گھر میں قید کر لیا ہے۔۔۔ جو غلط ہے۔۔۔ اس کی عمر ابھی پڑھنے لکھنے کی

ہے۔۔۔ مجھے پتا ہے تم اپنی نفرت میں اندھے ہو گئی ہو۔۔۔ مگر سوری۔۔۔ میں نہیں

ہو سکتی۔۔۔۔۔“ پلو شہ دل کی صاف اور انصاف پسند تھی۔۔۔ وہ جب سے آئی تھی یہی نوٹ کر رہی تھی کہ

پیا میں تیری حسن کنول

نجمہ کو گھر سے باہر نہیں جانے دیا جاتا۔ اس کی والدہ اور وہ بہت ڈری ڈری سی رہتی ہیں۔۔۔۔۔ تعلیم یا فوچر کے متعلق الگ سے کوئی بات کرؤ۔۔۔۔۔ تو وہ جواب نہیں دیتی۔۔۔۔۔ ساتھ ساتھ اس کے حسین چہرے پر مایوسی و اداسی جھلکنے لگتی ہے۔۔۔۔۔

پلو شہ واقف تھی ماضی میں ہوئی ی محب اور نجمہ کی لڑائی سے۔۔۔۔۔

اس کے نزدیک محب اپنی نفرت میں اندھا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ جو اس کم عمر لڑکی کو تعلیم کے زیور سے محروم کر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ چاہے پھر کتنا ہی سخت رد عمل کیوں ناں دیکھنا پڑے محب کے جانب سے۔۔۔۔۔ وہ ذہن بنا کر آئی ی تھی۔۔۔۔۔ نجمہ کے متعلق بات کرنے کا۔۔۔۔۔

”گیٹ اوٹ اف داکار۔۔۔۔۔“ محب غصے سے پاگل ہوئے جارہا تھا۔۔۔۔۔ مزید ایک لمحہ بھی وہ پلو شہ کی صورت برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔ اس لیے غصے سے چنگھاڑتے ہوئے سرخ آنکھوں کے ساتھ کہا۔۔۔۔۔

”محب؟؟۔۔۔“ پلو شہ اس کا جملہ سنتے ہی حیرت سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ محب اسے بچرستے میں کار سے اتار رہا ہے۔۔۔۔۔

”میں نے کہا۔۔۔۔۔ کار سے اترو۔۔۔“ اس وجہہ مرد نے اس بار مزید سخت لہجے میں کہا۔۔۔۔۔ تو وہ مجبور اپنے ہونٹوں

کو بھینچتے ہوئے۔۔۔۔۔ اپنا پرس اٹھا کر۔۔۔۔۔ کار سے اتر گئی۔۔۔۔۔

پلو شہ کو یہ اپنی سخت تذلیل معلوم ہوئی۔۔۔۔۔

وہ وہیں روڈ پر کھڑے ہو کر رونے لگی۔۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

مجیب نے کار تھوڑی سی دور لے جانے کے بعد روک دی۔۔۔

غصے سے کار کے اسٹیرنگ پر زور سے ہاتھ مارے۔۔۔۔۔ جیسے ان پر اپنا سارا غصہ اتارنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔۔

”اف۔۔ واٹ دا ہیل۔۔۔“ ایک دو تانیوں کے لیے۔۔۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کئی یں اور سر سیٹ سے

ٹکایا۔۔۔۔

پھر ہوا میں ایک گہرا سانس خارج کیا۔۔۔ اور کار واپس اسٹارٹ کی۔۔۔۔

کار واپس موڑ کر۔۔۔ اسی جگہ آیا۔۔۔ جہاں پلو شہ کو اتارا تھا۔۔۔۔

”اندر بیٹھو۔۔۔“ اس نے کار کا گیٹ کھولتے ہوئے۔۔۔ اسے بیٹھنے کی دعوت دی۔۔۔

”میں ٹیکسی لے لوں گی۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔“ وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے۔۔۔ خفگی سے گویا ہوئی۔۔۔۔

”کار میں بیٹھ کر آرام سے بات کرتے ہیں۔۔۔“ اس نے پلو شہ کا بازو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے۔۔۔ اسے زبردستی کار

میں بیٹھایا۔۔۔ اور خود جھک کر اسکی سیٹ بیلٹ باندھی۔۔۔۔

”آئی بندہ اس ٹاپک پر بات مت کرنا۔۔۔۔“ اس خوبرونو جوان نے نرمی سے اس کے گال کو سہلاتے ہوئے

ذرا لچکدار انداز میں کہا۔۔۔

وہ خفگی سے اپنا منہ موڑ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

”اب اپنا مونڈ ٹھیک کرؤ۔۔۔۔۔ خواہ مخواہ ہماری آج کی اتنی پیاری شام کو خراب کیا تم نے۔۔۔ اس ٹاپک کو

چھیڑ کر۔۔۔۔۔ چلو۔۔۔ آئی س کریم کھلاؤں تمہیں۔۔۔۔“ مجیب صرف اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”مجھے نہیں کھانی۔۔۔“ خفگی ابھی بھی سر چڑھ بول رہی تھی۔۔۔ مگر محیب کو باخوبی آتا تھا اسے منانا۔۔۔
وہ زیادہ دیر چاہ کر بھی اس سے ناراض نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥

وہ سونا چاہتا تھا۔۔۔ مگر پلوشہ کے کہے جملے اسے اپنے کانوں میں گونجتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔
پلوشہ کی باتوں نے اسے پہلی بار احساس دلایا کہ نجمہ اس سے عمر میں کتنی چھوٹی ہے۔۔۔
واقعی اپنی نفرت میں اس نے نجمہ کے بھولے چہرے اور کم عمری کو کبھی محسوس کیا ہی نہیں۔۔۔
وہ بیڈ سے اتر کر۔۔۔ اس دشمن جاں کے پاس پہنچا۔۔۔
نجمہ نے اس کے قدموں کی آواز سن لی تھی۔۔۔
وہ واقف تھی کہ وہ ستمگر اسی کی جانب آرہا ہے۔۔۔
”نچ۔۔۔ نچ۔۔۔“ محیب نے ایک دو بار نرمی سے آواز دی۔۔۔ مگر نجمہ آنکھیں موندیں لیٹی رہی۔۔۔
وہ محیب کے سامنے گہری نیند میں ہونے کی اداکاری کر رہی تھی۔۔۔

اس مجسمہ حسن کو بے خبر سوتا دیکھ۔۔۔ محیب نے جھک کر اسے باہوں میں بھر لیا۔۔۔
”اسے سمجھ کیوں نہیں آتی۔۔۔ مجھے نہیں سونا اس کے ساتھ۔۔۔ جائے ناں اپنی منگیتر کے پاس۔۔۔ اس سے
دل نہیں بھرا کیا۔۔۔ جو میرے پاس چلا آیا۔۔۔“ نجمہ دل ہی دل کڑے جارہی تھی۔۔۔
اسے یہ سوچ کر ہی کراہت آرہی تھی کہ وہ ایک لڑکی کے ساتھ اپنے ہسبینڈ کو شیئی کر رہی ہے۔۔۔

پیا میں تیری حسن کجول

اس کے پاس آنے سے پہلے وہ دوسری عورت کے ہونٹوں کی مہک لے کر آیا ہے۔۔۔۔
اس کی محبت کی نشانی اس ستمگر کے عنابی ہونٹوں پر ابھی بھی چمک رہی ہے۔۔۔۔
وہ جتنا اس بارے میں سوچ رہی تھی۔۔ اتنا ہی اس کا دل محب سے بھاگ رہا تھا۔۔۔۔
جب ایک مرد بے وفائی برداشت نہیں کر سکتا تو عورت سے کیسے امید رکھ لیتا ہے اسے برداشت کرنے کی۔۔۔۔
نجمہ کی نظر میں محب نے بے وفائی کی تھی اس کے ساتھ۔۔۔۔
جیسے ایک مرد چاہتا ہے اس کی بیوی کے ذہن و گمان میں بھی دوسرا مرد نہ آئے۔۔۔۔ ویسے عورت بھی خواہش رکھتی ہے۔۔۔۔
محب نے اسے بیڈ پر لیٹایا۔۔ اور خود بالکل اس سے لگ کر لیٹ گیا۔۔۔۔
نجمہ اپنے چہرے پر اس کی آنکھوں کی تپش محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔
اس خوبرونو جوان کی گہری بولتی نگاہوں سے بچنے کی نیت سے۔۔ اس نے کروٹ لینا چاہی۔۔۔۔
مگر اسی لمحے۔۔۔ اس خوبرونو جوان نے اسے اپنی باہوں کے حصار میں جکڑ لیا۔۔۔۔
وہ بغور اس کے بھولے چہرے کو تک رہا تھا۔۔۔۔
آج پہلی بار اسے احساس ہو رہا تھا۔۔۔ مقابل کتنی خوبصورت اور کم عمر ہے۔۔۔۔
اس کی ریشمی زلفیں جو چہرے پر بکھر آئی ہیں تھیں۔۔۔ انھیں کان کے پیچھے کرتے ہوئے۔۔۔ اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لے آیا۔۔۔۔

پیا میں تیری حسن کنول

نجمہ اپنے چہرے پر۔۔۔ اسکی گرم سانسوں کو محسوس کرنے لگی۔۔۔

اس نے ان گلابی ہونٹوں کو چومنا چاہا۔۔۔ تو مقابل نے آج اسے اجازت نہ دی۔۔۔ اگلے ہی لمحے اس نے زور سے کانٹ کر خود سے دور کیا۔۔۔

محیب چونک کر تیزی سے اٹھ کر بیٹھا۔۔۔ اس کے نیچے کے ہونٹ سے خون نکل رہا تھا۔۔۔

”کہاناں میں نے۔۔۔ اپنی منگیتر کے پاس جاؤ۔۔۔“ وہ دل جلے انداز میں۔۔۔ اس کے وجود پر نگاہیں ٹکائے۔۔۔ اکڑ کر بولتے ہوئے۔۔۔ اٹھ کر بیٹھی۔۔۔

”۔۔۔“ bad kisser وہ جزبز ہو کر۔۔۔ اپنے انگوٹھے سے خون صاف کرتے ہوئے۔۔۔ اسے خطاب دینے لگا۔۔۔

”اگر تمہیں اس سے تکلیف ہوتی ہے۔۔۔ تو میرے لیے اعزاز سے کم نہیں۔۔۔“ وہ خاصہ اتراتے ہوئے۔۔۔ اپنی شرٹ کا کالر اچکاتے ہوئے بولی۔۔۔

”اب جاؤ۔۔۔ ی۔۔۔“ وہ یہ کہتے ہوئے لیٹنے لگی۔۔۔ اس کا جملہ ابھی مکمل بھی نہ ہوا تھا۔۔۔ کے مقابل نے اس کے بالوں میں اپنی لمبی انگلیاں ڈال کر۔۔۔ جڑ سے پکڑتے ہوئے۔۔۔ واپس اس کے حسین چہرے کو اپنے رعب دار چہرے کے روبرو کیا۔۔۔

ستمگر کے اس اچانک عمل نے اُسے خوفزدہ کیا۔۔۔ اس کی سیاہ نشیلی آنکھیں حیرت سے بڑی ہوئی یں۔۔۔

پیا میں تیری حسن کھول

”چلا جاؤں۔۔۔ وہ بھی میری بیوی کے اتنی محبت دینے کے بعد۔۔۔ نووے۔۔۔ اتنی محبت کے بعد جوابِ محبت تو بنتا ہے ناں میری جان۔۔۔“ اس کے ہونٹوں کے کناروں پر سچی اسماٹ مسکراہٹ نجمہ کا خون خشک کرنے کے لیے کافی تھی۔۔۔

اس حسین دلربا کی نشیلی سیاہ آنکھوں میں خوف جھلکتا دیکھ۔۔۔ وہ محظوظ ہوا تھا۔۔۔ نجمہ کو احتجاج کرنے کی بھی مہلت نہ دی اس ستمگر نے

جاری ہے

READERS CHOICE